نمبر اول جلد دوم

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

(بقیہ جزو دوم مقدمہ جسمین بعض شبہات مانعہ عمل بالحدیث کا جواب ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور حافظ ابن القیم نے کتاب اعلام الموقعین مین فرمایا ہے صحابہ کو

کان الصحابۃ اذا بلغھم الحدیث
عن النبی صلعم [illegible] بعضھم
بعضا بادروا الی العمل بہ من
غیر توقف ولا بحث ولا یقول احد
منھم قط ھل عمل بھذا فلان
وفلان ولو راوا من یقول ذلک
لانکروا علیہ اشد الانکار و
کذالک التابعون وھذا معلوم
بالضرورۃ لمن لہ ادنی خبرۃ
بحال القوم وسیرتھم - وطول
العھد بالسنۃ وبعد الزمان وعتقھا لا
یسوغ ترک العمل بھا والاخذ بغیرھا

جب کوئی حدیث پہونچتی اور ایک دوسرے
[illegible] وہ حدیث [illegible] تو توقف بلا
کرید حدیث پر عمل کرتے اور کوئی اُنمین سے
یہہ نہ کہتا کہ اسپر فلان فلان اکابر نے
عمل کیا ہے یا نہین اور اگر کسی کو ایسا
کرتے دیکھتے تو اُسپر سخت انکار کرتے -
ایسا ہی تابعین کرتے اور یہہ امر بالبداہتہ
معلوم ہے جسکو احوال و سیرت قوم
سے کچھہ بہی خبر ہے - اور سُنت
کے زمانہ کا دور دراز ہوجانا اور اُسکا
پرانا ہوجانا اُسکے عمل کو ترک کرنے
اور اُسکے سوا اور چیزون کے

ولو کانت سنن النبی صلعم لا یسوغ
العمل بہا بعد صحتہا حتے یعمل بہا
فلان وفلان لکان قول فلان
وفلان عیارا علی السنن ومزکیا لہا
وشرطا فی العمل بہا وھذا من ابطل
الباطل وقد اقام اللہ سبحانہ و
تعالی الحجۃ برسولہ دون احاد
الامۃ وقد امر النبی صلعم بتبلیغ
سنتہ ودعا لمن بلغہا فلو کان
من بلغتہ لا یعمل بہا حتی یعمل بہا
بہا [illegible]
من تبلیغہا فائدۃ وحصل الاکتفاء
بقول فلان وفلان-

لے لینے کو جایز نہین کردیتا ہے - اور اگر
انحضرت کی سنتون پر باوجود انکی
صحت کے عمل جایز نہو جبتک فلان
فلان اسپر عمل نہ کرلے تو ان لوگون
کے اقوال سنتون کی کسوٹی ٹھہرے
اور انکو پاک وستہرا کرنیوالے اور انکے
عمل کے لئے شرط اور یہہ بات بڑی
باطل سے باطل ہے اللہ تعالے نے انحضرت
کو دستاویز بنایا ہے نہ امت سے کسی
ایک ایک کو - اور انحضرت نے سنتونکے
پہنچانیکا حکم دیا ہے اور پہونچانیوالے کے
لئے دعا کی ہے پہر اگر جسکو وہ سنت پہونچی
اسکو اسپر عمل جایز نہو جبتک فلان فلان
امام عمل نہ کرے تو اسکے پہونچانیکا فایدہ کچہہ نہین اسی امام کا قول کافی ہے -

یہہ + دونون عبارتین ہمارے اس دعوے کے مصدق ہین کہ زمانہ صحابہ مین اور اسکے
بعد تمام لوگ حدیث سنتے ہی اسپر عمل کرتے اور اس باب مین غیر فقیہہ فتوائے واجازت
فقہا کے منتظر نہ رہتے - ایسا ہی حضرت شاہ ولی اللہ کی اس کلام سے مستفاد
ہوتا ہے - جو ضمیمہ نمبر ۷ مین بصفحہ ۱۰ منقول ہوا ہے -

ان شہادتون سے (جنکے خلاف پر کوئی ایسی شہادت پائی نہین جاتی
جس سے پہلی صدیونمین وجود خلاف ثابت ہو) بخوبی معلوم ہوا کہ ظاہر حدیث
پر عمل کرنا اجتہاد نہین بلکہ یہہ ایسا کام ہے جسکو عامی کرسکتے ہین اور صدر اول و

+ یعنے عبارت اعلام جو یہان منقول ہوئی - اور عبارت ولی الدین عراقی جو ضمیمہ نمبر ۲ جلد ۱ مین گذری -

دوم کے عامی کرتے رہے ہین۔

اس تعامل صدر اول و دوم کے مقابلہ مین کسی (امام یا عالم) متاخر کے قول وخلاف کی ایسی وقعت نہین کہ اسکی طرف ذرہ بہی التفات کیجاوے اور اسکو نقل کر کے اسکا جواب دیا جاوے - اس تعامل کا اگر جواب ہے تو یہی ہے کہ اسی قسم کی شہادتون سے کوئی یہہ ثابت کر دکہاوے کہ صدر اول و دوم کے عام لوگ جو مجتہد نہ تہے ظاہر حدیث پر بلا واسطہ مجتہدین عمل نہ کرتے اور اگر کوئی ایسا کرتا تو اسپر صحابہ وتابعین انکار متوجہ فرماتے اور اس امر کا اثبات سہل نہین مگر چونکہ بعض لوگ (جو مراتب دلائل شرعیہ سے واقف نہین اور وہ مجرد اقوال علماء کو (گو مخالف دلائل شرعیہ ہون) دلیل شرعی سمجہتے ہین اور جبتک اُن اقوال کا جواب اسی قسم کے اقوال سے نہ دیا جاوے وہ اُن اقوال کو چہوڑ کر اتباع دلائل نہین کرتے) اس تعامل کے مقابلہ مین عمل بالحدیث کی بابت بعض اقوال علماء سے استدلال کرتے ہین اسلئے ہم (بپاس خاطر وبغرض فہمائش ان لوگون کے) اُن اقوال کو نقل کر کے انکا جواب دیتے ہین۔

ازانجملہ ایک قول امام ابو یوسف رح کا ہے جو کتب فقہ مین منقول ہے کہ عامی کو ظاہر حدیث پر عمل کرنا جائز نہین ہے - اسپر اُن لوگونکا اتباع واقتدار واجب ہے جنہونے اجتہاد کیا ہے دوسرا قول بعض متاخرین کا جنہونے کتب اصول مین کہا ہے کہ مجتہد مطلق (جو ہر مسئلہ مین اپنا اجتہاد کرے کسی مسئلہ مین کسی کا مقلد نہو) کے سوائے ہر کسی کو (عالم کیون نہو) مجتہد مطلق کی تقلید واجب ہے" جسکا مطلب بعض لوگون نے یہہ سمجہا ہے کہ اسکو ظاہر قران وحدیث پر بہی بلا تقلید مجتہد عمل کرنا جائز نہین ہے - اور بعض لوگون نے یہہ بات صاف طور پر بہی کہدی ہے۔

پہلے قول کا جواب تو یہہ ہے کہ امام ابو یوسف رح عامی سے ایسا جاہل آدمی

مراد رکھتے ہین جو حدیث کی معنی و مراد نہ سمجھتا ہو ایسے شخص کو ہم بھی عمل بالحدیث کی اجازت نہین دیتے - جو شخص نہ عربی زبان جانتا ہو نہ کسی دوسری زبان مین اسکا مطلب سمجھتا ہو وہ حدیث پر عمل کیونکر کریگا -

دوسرے قول کا جواب یہہ ہے کہ اس قول مین اُن مسائل سے جنمین مجتہد مطلق کی تقلید کو واجب ٹھہرایا گیا ہے مسائل اجتہادی مراد ہین نہ مسائل نقلی (جو نصوص قطعی قرآن و حدیث سے ثابت ہین) چنانچہ اس قول کے شارحین نے بوضاحت بیان کر دیا ہے پس اس قول سے غیر مجتہد کے لئے ظواہر و نصوص قرآن و حدیث پر عمل و استدلال کرنے کی ممانعت نہ نکلی -

جو لوگ اس قول سے ظواہر و نصوص قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی ممانعت نکالتے ہین وہ عمل ظواہر و نصوص کو اجتہاد مین داخل کرتے ہین - اور بناء علیہ اس [illegible]

انکا جواب یہہ ہے کہ اولاً تو ظواہر و نصوص پر عمل و استدلال از قسم اجتہاد نہین ہے کیونکہ ظواہر و نص قطعیات سے ہین اور اجتہاد صرف ظنیات مین ہوتا ہے - اور اگر بفرض محال مان لیا جاوے کہ عمل بالحدیث اجتہاد ہے تو پھر مجتہد مطلق کے سوائے اور علماء کے لئے اسکی ممانعت کی کوئی وجہ نہین ہے - اور باتفاق جمہور علما جائز ہے کہ ایک شخص بعض مسائل مین مقلد ہو بعض مین مجتہد (جسکو مسئلہ تجزی اجتہاد سے تعبیر کیا جاتا ہے)

ان جوابات مین ہمنے چار دعوے کئے ہین - اول یہہ کہ امام ابو یوسف کے قول مین عامی سے جاہل محض مراد ہے دوم یہہ کہ بعض متاخرین کے قول مین اُن مسایل سے جنمین مجتہد کی تقلید کو واجب کیا گیا ہے مسائل اجتہادی مراد ہین نہ نصی سوم یہہ کہ ظواہر نصوص حدیث و قرآن سے استدلال اجتہاد نہین ہے

چہارم یہہ کہ اجتہاد مین تجزی جائز ہے وبنا و علیہ غیر مجتہد کا بعض مسائل مین اجتہاد کرنا درست ہے۔

منجملہ ان دعاوی اربعہ کے دعوی سوم کو تو ہم بشہادت فحول واقوال ایسا ثابت کر چکے ہین کہ اسمین کسیکو جاے شک واعتراض نہین ہے۔ باقی تینون دعاوی کے ثبوت مین اقوال ونقول پیش کئے جاتے ہین جو دلائل اصولی پر مشتمل ہین۔

خزانة الروایات کی فصل بیان کیفیت اجتہاد وبعض مسائل تقلید وجواز عمل بقران

قال فی خزانة الروایات فی فصل کیفیة الاجتهاد وبعض مسائل التقلید والفتوی وجواز العمل علی غیر مذهب فی دستور السالکین فان قیل لو کان المقلد غیر المجتهد عالما مستدلا یعرف قواعد الاصول ومعانی النصوص والاخبار هل یجوز له ان یعمل علیها وکیف یجوز لانه قیل لا یجوز لغیر المجتهد ان یعمل الا علی روایات مذهبه وفتاوی امامه ولا یشتغل بمعانی النصوص والاخبار والعمل علیها کالعامی قیل هذا فی العامی الصرف والجاهل الذی لا یعرف معنی

وحدیث وعمل بمذہب غیر مین کہا ہے کہ دستور السالکین مین بیان کیا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ اگر مقلد ایسا ہو کہ وہ مجتہد تو نہین پر وہ عالم ہے دلیل سے تمسک کرسکتا ہے۔ قواعد اصول پہچانتا ہے۔ معانی قرآن وحدیث جانتا ہے ایسے شخص کو کیا قرآن وحدیث پر عمل کرنا جائز ہے تو کیونکر ہے جبکہ یہہ بھی کہا گیا ہے کہ جو مجتہد نہو اسکو اپنے مذہب کی روایات اور اپنے امام کے فتوون کے ماسوائے اور چیز پر عمل کرنا۔ اور قرآن وحدیث کے معانی سے شغل رکہنا اور اسپر عمل کرنا جائز نہین جیسے کہ عامی (جاہل) کو یہہ امر جائز نہین اس سوال کے جواب مین علما نے کہا ہے کہ یہہ عدم جواز عمل واستدلال قرآن وحدیث ایسے عامی کے حق مین ہے جو جاہل

النصوص والاحاديث وتاويلها تها
ولما العالم الذي يعرف معنى
النصوص والاخبار وهو من
اهل الدراية وثبت عنده صحتها
من المحدثين او من كتبهم الموثوقة
المشهورة المتداولة فيجوز له ان
يعمل عليها وان كان مخالفاً
لمذهبه يؤيده قول ابي حنيفة
ومحمد والشافعي واصحابه وقول
صاحب الهداية في روضة العلماء
الزندويسية في فضل الصحابة
قيل لابي حنيفة اذا قلت قولاً
وكتاب الله يخالفه قال اتركوا قولي
بكتاب الله فقيل اذا كان خبر
الرسول يخالفه قال اتركوا قولي
بخبر الرسول فقيل اذا كان قول
الصحابة يخالفه قال اتركوا قولي
بقول الصحابة وفي الامتاع ردي

محض ہے جو قرآن وحدیث کے معنی
ومراد نہ جانے اور جو سمجھدار عالم ہو وہ
قرآن وحدیث کے معنی ومراد جانتا ہو
اور اسکو حدیث کی صحت محدثین یا انکی
معتبر کتابوں سے ثابت ہو جاوے تو
اسکو حدیث پر عمل کرنا جائز ہے اگرچہ
وہ حدیث اسکے پہلے مذہب کے مخالف
ہو اسکے مؤید امام ابوحنیفہ وامام محمد
وامام شافعی (رحمہم اللہ تعالی) اور
انکے شاگردوں کے اقوال ہیں۔ اور
ہدایہ کا وہ قول جو کتاب روضۃ العلماء
میں (جو امام زندویسی کی تصنیف ہے)
فضیلت صحابہ کے بیان میں منقول ہے
کہ امام ابوحنیفہ سے کسینی نے کہا کہ جب
آپ ایک بات فرماویں اور قرآن میں
اسکا خلاف ہو تو کیا کیا جاوے آپنے جواب
دیا میرے قول کو کتاب اللہ کے مقابلہ میں
چھوڑ دو پھر کہا گیا کہ جب حدیث نبوی
اسکے مخالف ہو تو کیا کریں آپنے جواب دیا میرے قول کو حدیث کے سامنے
ہی مت لو۔ پھر کہا گیا اگر قول صحابی اسکے مخالف ہو فرمایا میرے قول کو قول
صحابہ کے سامنے بھی چھوڑ دو۔ (کتاب) امتاع میں ہے کہ بیہقی

البیہقی فی السنن عند الکلام علی
القرآن بسندہ قال قال الشافعی اذا
قلت قولا وکان عن النبی صلعم خلاف
قولی فما یصح من حدیث النبی صلعم
اولی فلا تقلدونی ونقل امام
الحرمین فی نہایتہ عن الشافعی انہ
قال اذا صح خبر یخالف مذہبی
فاتبعوہ واعلموا انہ مذہبی و
قد صح فی منصوصاتہ انہ قال اذا
بلغکم عنی مذہب وصح عندکم خبر
علی مخالفتہ فاعلموا ان مذہبی
موجب الخبر وروی الخطیب
باسنادہ ان الدارکی من الشافعیۃ
کان یستفتی وربما یفتی بغیر مذہب
الشافعی وابو حنیفۃ فیقال لہ ہذا
یخالف قولہما فیقول ویلکم حدث
فلان عن فلان عن النبی صلعم

نے اپنی سنن (کتاب کا نام ہے) میں
قرآن کی نسبت گفتگو کے ذیل میں باسناد
روایت کیا ہے کہ امام شافعی نے فرمایا ہے
جب میں کوئی بات کہوں اور اس بات
میں آنحضرت سے میرے قول کا خلاف
ثابت ہو تو آنحضرت ہی کا قول لائق
اخذ ہے میری اُسمیں تقلید مت کرو۔
امام الحرمین نے اپنی کتاب
نہایہ میں نقل کیا ہے کہ امام شافعی نے
فرمایا ہے کہ جب کوئی حدیث میرے
مذہب کے مخالف صحت کو پہونچے تو تم
جان لو کہ میرا وہی مذہب ہے۔ امام
شافعی کے ملفوظات میں یہہ بھی ثابت
ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب تمہیں
کسی مسئلہ میں میرا مذہب معلوم ہو اور
حدیث نبوی اسکے مخالف صحت کو
پہونچے تو میرا وہی مذہب ہے جو حدیث کا
مضمون ہے خطیب (بغدادی) نے دارکی سے جو شافعی مذہب کا پیرو عالم
تھا نقل کیا ہے کہ لوگ اُنسے مسائل پوچھتے تو کبھی وہ مذہب شافعی و ابو حنیفہ
دونوں کے مخالف فتوی دیتے اسپر کوئی کہتا کہ یہہ تو امام شافعی و ابو حنیفہ کے مخالف قول
ہے تو آپ جواب دیتے کہ تمپر افسوس ہے کہ یہہ تو آنحضرت کی حدیث ہے جو فلاں نے فلاں

هكذا وكذا والاخذ بالحديث اولى من الاخذ بقولهما اذا خالفا وكذا يؤيد ما ذكره فى الهدايه فى مسئلة صوم المحتجم ولو احتجم فظن ان ذلك يفطره ثم اكل متعمدا عليه القضا والكفارة لان الظن ما استند الى دليل شرعى الا اذا افتاه فقيه بالفساد لان الفتوى دليل شرعى فى حقه ولو بلغه الحديث واعتمده فكذلك عند محمد لان قول الرسول عليه السلام لا ينزل عن قول المفتى۔

راوی نے روایت کی ہے اس پر فتوے دینا ان اماموں کے قول پر فتوے دینے سے بہتر ہے۔ ایسا ہی اس جواز عمل بالحدیث کا موید ہدایہ کا وہ قول ہے جو سینگی لگوانے کے باب مین کہا ہے کہ اگر کوئی سینگی لگوائے پہر (اپنے ہی خیال سے) سمجہہ لے کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا ہے پہر کچہہ قصداً کہالے تو تو اسپر روزہ کی قضا اور کفارہ لازم ہے یہہ اس لیئے کہ اسکا یہہ خیال کوئی شرعی سند نہین رکہتا۔ ہان اگر اسکو کوئی مجتہد یہہ فتوے دے تو اس صورت مین اس پر کفارہ نہین کیونکہ مجتہد کا فتوے اُسکے لئے ایک سند ہے۔ ایسا ہی اگر اسکو حدیث[+] پہونچی اور وہ اسپر اعتماد کرے تو بہی امام محمد کے نزدیک اسپر کفارہ نہین ہے کیونکہ انحضرت کا قول مفتی کے قول سے کمتر نہین ہے۔

+ وہ حدیث یہہ ہے افطر الحاجم والمحجوم یعنی سینگی لگانیوالے اور لگوانیوالے دونون نے روزہ افطار کیا ہے۔ جسکا اصل مطلب یہہ ہے کہ دونونکا روزہ محل افطار اور اُسکے قریب ہوگیا۔ لگانیوالیکا اسطرح کہ سینگی لگانیسے اُسکے منہ مین لہو بہر آوے اور کچہہ اُسکے اندر چلا جاوے۔ لگوانے والیکا اسطرح کہ اُسکو ضعف و بیہوشی ہوجاوے جس سے اُسکا روزہ کہلوانا پڑے۔ جو شخص اس مطلب کو نہ سمجہے اور اس حدیث کے ظاہری معنے سمجہے کہ دونون کا روزہ ٹوٹ ہی گیا پہر سینگی لگوا کر کچہہ عمداً کہالے اسپر امام ابوحنیفہ و امام محمد کفارہ لازم نہین ٹہراتے۔ کیونکہ اُسنے ظاہر حدیث پر عمل کیا جو عموماً واجب العمل ہے۔

ضمیمہ اشاعۃ السنہ

وفی الکافی والحمیدی ای لایکون
ادنی درجۃ من قول المفتی وقول
المفتی یصلح دلیلاً شرعیاً فقول
الرسول اولی وعن ابی یوسف
خلاف ذلک لان علی العامی
الاقتداء بالفقہاء لعدم الاھتداء
فی حقہ الی معرفۃ الاحادیث
وان عرف تاویلہ یجب الکفارۃ
وفی کتاب المسافری الاتفاق
واما الجواب عن قول ابی یوسف ان
علی العامی الاقتداء بالفقہاء
فمحمول علی العامی الصرف الجاھل
الذی لا یعرف معنے الاحادیث
وتاویلہا لانہ اشار الیہ بقولہ
بعدم الاھتداء الی معرفۃ
الاحادیث وکذا قولہ وان عرف
تاویلہ یجب الکفارۃ یشیر الی ان
المراد بالعامی غیر العالم وفی
الحمیدی العامی منسوب الی العامۃ

(کتاب) کافی وحمیدی مین اسکا مطلب
یہہ بیان کیا ہے کہ آنحضرت کا قول قولِ
مفتی سے کم درجہ نہین ہے جب مفتی کا
قول اسکے لئے دلیل شرعی ہوا تو آنحضرت
کا قول بطریق اولے دلیل شرعی ہونا
چاہیئے۔ امام ابو یوسف کا اسمین اختلاف
ہے (انکے نزدیک) عامی پر فقہا کی
پیروی واجب ہے کیونکہ اسکو حدیث کی
پہچان نہین۔ اور اگر وہ اس حدیث
کی تاویل (جو حاشیہ صفحہ ۹ نمبر ۱ مین بیان
ہوئی ہے) جانتا ہو اور عمداً روزہ افطار
کرے) تو اسپر کفارہ نہین۔ کتاب مسافری
مین اسپر اتفاق نقل کیا ہے۔

امام ابو یوسف کے قول کا جواب
یہ ہے کہ اس سے ایسا عامی مراد ہے جو
جاہل محض ہو اور حدیث کے معنے ومراد
نہ جانے اس مراد کی طرف اُنکے اس
قول کا اشارہ ہے کہ "اسکو حدیث کی
پہچان نہین"۔ ایسا ہی انکا یہہ قول کہ
کہ اگر وہ حدیث کی تاویل جانتا ہے تو اسپر کفارہ واجب ہے" اشارہ کرتا ہے کہ عامی
سے اُنکے نزدیک ایسا شخص مراد ہے جو عالم نہو۔ (کتاب) حمیدی مین ہے کہ عامی عامۃ کیطرف

وهم الجهال فعلم من هذه الاشارة ان مراد ابی یوسف ایضاً عن العامی الجاهل الذی لا یعرف معنے النص وتاویله فیما ذکر من قول ابی حنیفۃ والشافعی ومحمد یندفع قول القائل بوجوب العمل بالروایة بخلاف النص انتهی کلام صاحب الخزانة وهو فی عدة تصانیف علماء ثقات کعقد الجید والایقاظ والدراسات وغیرها من شاء فلیرجع الیها۔

منسوب ہے جو جہلا کہلاتے ہیں۔ ان اشارات (کلام امام ابو یوسف) سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی مراد بھی عامی سے ایسا جاہل آدمی ہے جو حدیث کے معنے و مراد نہ جانے۔ پس امام ابو حنیفہ و امام شافعی و امام محمد کے قول سے (جس سے امام ابو یوسف کا قول بھی موافق ہو گیا ہے) معترض کا وہ قول کہ مقلد کو مذہبی روایت پر عمل واجب ہے نہ حدیث مخالف مذہب پر دفع ہوا۔

صاحب خزانۃ الروایات کا کلام تمام ہوا۔ اور یہ کلام متعدد تالیفات علماء ثقات میں (جیسے عقد الجید حضرت شاہ ولی اللہ۔ ایقاظ ہمم اولی الابصار فلانی۔ دراسات اللبیب) وغیرہ میں موجود ہے۔ جو چاہے ان رسائل کو ملاحظہ کرے۔

اور صاحب ایقاظ نے کہا ہے ہمارے شیخ المشائخ محمد حیات سندھی نے فرمایا ہے کہ

قال شیخ مشائخنا محمد حیوة قال ابن الشحنة فی نهایة النهایة وان کان ای ترك الامام الحدیث لضعفه فی طریقه فینظر ان کان له طریق غیر الطریق الذی ضعفه به فینبغی ان تعتبر فان صح عمل بالحدیث ویکون ذلك مذهبه ولا یخرج مقلده عن کونه حنفیا بالعمل به فقد صح انه قال اذا صح الحدیث فهو مذهبی کذا قال البعض من

ابن الشحنہ نے نہایۃ النہایت میں فرمایا ہے اگر کسی حدیث کو امام نے ضعیف اسناد کے سبب ترک کیا ہے تو دیکھا جائے کہ سوا اس سند کے اسکی کوئی اور صحیح سند بھی ہے یا نہیں اگر اسکی صحیح سند معلوم ہو تو حدیث پر عمل کیا جاوے اور وہی امام کا مذہب ہوگا۔ اس حدیث پر عمل کرنے سے مقلد

صنف فی ھذ المقصود۔ وقال
فی البحر وان لم یسبقت ولکن بلغہ الخبر
وھو قولہ علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام
افطر الحاجم والمحجوم وقولہ الغیبۃ
تفطر الصائم ولم یعرف النسخ ولا
تاویلہ فلا کفارۃ علیہ عندھما
لان ظاھر الحدیث واجب العمل
خلافا لابی یوسف لانہ قال لیس
للعامی العمل بالحدیث لعدم علمہ
بالناسخ والمنسوخ قال ابن الغرفی
حاشیۃ الہدایۃ قولہ ولو بلغہ
الحدیث واعتمدہ یعنی افطر الحاجم
والمحجوم فکذلک عند محمد یعنی
انہ لا کفارۃ علیہ اذا احتجم ثم
اکل علی ظن ان الحجامۃ فطرتہ معتمدا
علی الحدیث لان قول الرسول
لا ینزل عن قول المفتی فی العبارۃ
مسامحۃ بل ھو خطاء والامر اعظم من ذلک

حنفی ہونے سے باہر نہین نکلتا کیونکہ امام سے
ثابت ہو چکا ہے کہ حدیث صحیح ہو تو میرا
وہی مذہب ہے۔ بحر الرائق مین لکھا ہے
کہ اگر اس عامی (سینگی لگواکر روزہ
کھول دینے والے نے) کسی مفتی سے
فتوے نہین لیا مگر اُسکو یہ حدیث پہنچ گئی
کہ سینگی لگانے اور لگوانے والے دونوکا
افطار ہوا۔ یا یہ حدیث کہ غیبت روزہ کو
توڑ دیتی ہے اور اُسکو اسکا منسوخ یا
مؤول ہونا معلوم نہوا تو بھی اسپر کفارہ
نہین ہے کیونکہ ظاہر حدیث واجب العمل ہے
اسمین ابو یوسف کا خلاف ہے کیونکہ
عامی کو ناسخ و منسوخ کا علم نہین ہوتا۔
ابن الغرنے ہدایہ کے حاشیہ مین کہا ہے صاحب
ہدایہ کا یہ قول کہ اگر اسکو حدیث پہونچے اور
وہ اسپر اعتماد کرلے تا آخر یہ معنے رکھتا ہے
کہ اگر اس عامی کو حدیث افطر الحاجم والمحجوم
پہنچ جائے اور اسکے ظاہری معنے کے بھروسہ
پر وہ سینگی لگواکر روزہ افطار کردے تو امام محمد کے نزدیک اسکا بھی یہی حکم ہے
کہ اسپر کفارہ نہین ہے اسلئے کہ آنحضرت کا قول مفتی کے قول سے نیچے
نہین ہے۔ اس عبارت مین کوتاہی و سستی ہے بلکہ یہہ کہنا خطا ہے۔

وعن ابی یوسف خلافه فی ذلك یعنی علیه الکفارة فان
علی العامی الاقتداء بالفقهاء لعدم
الاهتداء فی حقه الی معرفة الاحادیث
وفی تعلیله نظر فان المسئلة اذا کانت
مسئلة النزاع بین العلماء وقد بلغ
العامی الحدیث الذی احتج به
احد الفریقین کیف یقال فی هذا
انه غیر معذور فان قیل هو
منسوخ فقد تقدم ان المنسوخ
ما یعارضه ومن سمع الحدیث
فعمل به وهو منسوخ فهو معذور
الی ان یبلغه الناسخ ولا یقال من
لمن سمع الحدیث الصحیح لا تعمل به
حتی تعرضه علی رای فلان او
فلان وانما یقال له انظر هل هو
منسوخ ام لا - اما اذا کان الحدیث قد اختلف

اور پیغمبر کی شان اس سے برتر ہی - اور امام ابویوسف کا
اسمین خلاف ہے وہ کہتے ہین کہ اسپر کفارہ ہی کیونکہ عامی کیلئے فقہا کا
اقتدا واجب ہے کیونکہ اسکو حدیث کی
پہچان نہین ہے - امام ابویوسف کی
اس دلیل مین یہہ شبہ ہے کہ جس حالت
مین اس مسئلہ مین علماء کا اختلاف ہو
اور اس عامی کو وہ حدیث پہنچ چکی ہو جسپر
سے دو مختلف فریقون سے ایک فریق
استدلال کرتا ہے تو پہر وہ عامی اس
مختلف فیہ مسئلہ مین اس حدیث سے تمسک
کرے کیون معذور نہین ہے - اگر
کوئی کہے کہ وہ حدیث منسوخ ہے تو اسکا
جواب یہہ ہے کہ پہلے ثابت ہو چکا ہے
کہ منسوخ وہ حدیث ہے جو اسکی معارض ہے
اور اگر کوئی حدیث منسوخ پر بہی عمل کرلے
تو بہی وہ معذور ہے جبتک کہ اسکو ناسخ کا

علم نہو - اور جو کوئی حدیث صحیح کو سُنے اُسکو یہہ نہین کہا جاسکتا کہ تو اسپر عمل نکر
جبتک کہ فلان فلان امام کی اسمین رائے نہ لے لے ہان یہہ کہا جاویگا کہ تو اسکا
منسوخ ہونا دیکھہ لے اور جب کسی حدیث کے منسوخ ہونے مین اختلاف ہوگا

بیچ بجائے اسکے یون کہنا مناسب ہے کہ مفتی کا قول آنحضرت کے قول سے نیچے ہے یا یون کہو کہ اس سے بڑہکر نہین ہے
یہہ کہنا کہ آنحضرتؐ کا قول قول مفتی سے نیچے و کمتر نہین ہے ایک نوع کی گستاخی و بے ادبی ہے -

فی نسخه کما فی هذه المسئلة فالعامل به
فی غایة العذر فان تطرق الاحتمال
الی خطاء المفتی اولی من تطرق الاحتمال
الی نسخ ما سمعه من الحدیث الی ان
قال وایضا فالمنسوخ من السنة فی
غایة القلة وقد جمعه ابن الجوزی
فی ورقات وقال افرد فیها قد صح
نسخها واحتمل واعرض عما لا وجه
النسخه ولا احتمال ثم قال وقد
تدبرته فاذا هی احد وعشرون
حدیثا فاذا کان العامی یسوغ
له الاخذ بقول المفتی بل یجب علیه
مع احتمال خطاء المفتی کیف لا یسوغ به
الاخذ بالحدیث فلو کانت سنة
رسول الله صلی الله علیه وسلم
لا یجوز العمل بها حتی یعمل بها فلان
وفلان لکان قولهم شرطا فی العمل بها
وهذا من ابطل الباطل ولذا اقام الله تعالی الحجة

جیسے کہ اس حدیث افطار مین اختلاف ہے
تو اسپر عمل کرنے والے کے لئے نہایت درجہ
کا عذر ہے کیونکہ نص مفتی کے خطا کرنے کا احتمال +
حدیث کے منسوخ ہونیکے احتمال سے بڑھکر
ہے اور نیز منسوخ حدیثین نہایت کم ہین جنکو ++
ابن الجوزی نے چند (دوتین) ورقون
مین جمع کر دیا اور کہا ہے کہ مینے اسمین
وہی حدیثین ذکر کی ہین جنکا نسخ ثابت
ہو چکا ہے یا اسکا احتمال ہے - نہ وہ حدیثین
جنکے منسوخ ہونے کی کوئی وجہ و احتمال
نہین ہے اور کہا ہے کہ مینے نسخ مین غور
کی تو صرف اکیس حدیثین منسوخ پائین -
اور جس حالت مین کہ مفتی کے قول پر باوجودیکہ
اسمین خطا کا احتمال بھی لگ رہا ہے عمل کرنا
جائز یا واجب ہے تو اسکے حدیث پر عمل کرنا
کیون درست نہین ہے اور اگر آنحضرت
کی سنت پر صحیح ہو جانیکے بعد بھی عمل درست
نہین ہے جبتک فلان فلان کا اسپر عمل
ثابت نہو تو اسکا قول اس حدیث پر عمل کرنیکے لئے شرط ٹھہرا - اور یہہ بڑی باطل سے باطل بات ہے -

+ اور جس حالت مین مفتی کی بات مان لینے مین سائل و عامل معذور ہے تو اس حدیث پر عمل کرنے مین کیون معذور نہوگا -

++ یہہ رسالہ ہمارے پاس موجود ہے اسکو ہم عنقریب کسی موقع پر تمامہا معہ ترجمہ نقل کرینگے -

برسوله دون احاد الامة (ايقاظ همم اولى الابصار)-

خدا تعالے لنے آنحضرت کو ہمارے لئے دست آویز بنایا ہے - نہ کسی ایک کو اس اس امت سے -

یہہ اقوال دعوی اول کے شواہد ہین اب ہم شواہد دعوی دوم وچہارم پیش کئے جاتے ہین مسلم الثبوت اوراسکی شرح فواتح الرحموت مین ہے جو مجتہد مطلق (سبہی مسائل

غير المجتهد المطلق ولو كان عالما يلزمه تقليد المجتهد فيما لا يقدر عليه من الاجتهاديات اى تحصيله باجتهاده بناء على التجزى فى الاجتهاد ويلزمه التقليد مطلقا فيما يقدر عليه وفيما لا يقدر عليه بناء على القول بالتجزى وقد عرفت ان الحق هو الاول (الخ)

مین مجتہد) نہو اگرچہ عالم ہو اُسکو مجتہد کی تقلید لازم ہے ان اجتہادی مسائل مین جنپر انکو اجتہاد کی قدرت نہو یعنی اپنی اجتہاد سے اُن مسائل کو حل نکرسکتا ہو یہہ مسئلہ اسپر مبنی ہے کہ تقلید و اجتہاد مین تجزی (یعنے بعض مسائل مین مجتہد ہونا بعض مین مقلد رہنا) درست ہے - اور تجزی اجتہاد کے نہ ماننے پر ہر مسئلہ مین (خواہ وہ اسمین اجتہاد کرسکتا ہو خواہ نکرسکتا ہو) تقلید لازم ہے - اور تو پہلی کتاب مین معلوم کرچکا ہے کہ حق وہی پہلا مسئلہ ہے کہ اجتہاد مین تجزی درست ہے -

امام رازی کی کتاب محصول مین ہے کہ صفت اجتہاد کا ایک فن بلکہ ایک مسئلہ مین

مسئلة الحق انه يجوز ان يحصل صفة الاجتهاد فى فن دون فن بل فى مسئلة دون مسئلة خلافا لبعضهم لنا انه لا غلب فى الحادثة من الفرائض ان يكون اصلها فى الفرائض دون المناسك

اور فنون اور مسائل کے سوا حاصل ہونا جائز ہے اسمین بعض لوگونکا اختلاف ہے - ہمارے لئے جواز پر یہہ دلیل ہے کہ اکثر مواقع اجتہاد فرائض ہین - اور جو شخص اُن احادیث وآیات واجماع وقیاس سے واقف ہوگا

والاجازات فمن عرف ما ورد من الآيات والسنن والاجماع والقياس في باب الفرائض وجب ان يتمكن من الاجتهاد غاية ما في الباب ان لعله شذ منه شيء لكن النادر لا عبرة به كما ان المجتهد المطلق وان بالغ في الطلب فانه يجوز ان يكون قد شذ عنه اشياء (محصول امام رازی)

جو فرائض کے باب مین وارد ہین تو ضرور ہے کہ وہ اجتہاد پر قادر ہو۔ ہمین نہائیت درجہ کا یہہ سوال ہوسکتا ہے کہ ایسے مجتہد سے بعض مسائل کا علم رہجاتا ہے ولیکن شاذونادر بات کا اعتبار نہین ہوتا۔ بعض مسائل کا علم تو مجتہد مطلق (خواہ وہ طلب و تحقیق مین کیسا ہے مبالغہ کرے) سے بہی رہجاتا ہے

زرکشی کی کتاب بحر مین ہے علم دو قسم ہے ایک قسم مشترک جسکے جاننے اور

في بحر الزركشي العلم نوعان نوع مشترك تجمع معرفته الخاصة والعامة ويعلم من الدين بالضرورة كالتوحيد فلا يجوز فيه التقليد لاحد كعدد الركعات وتعيين الصلوة وتحريم الامهات والبنات واللواطة فان هذا مما لا يشق على العامي معرفته ولا يشغل عن اعماله ونوع يختص بمعرفته الخاصة والناس فيه ثلثه اقسام الاول العامي الصرف والجمهور على انه يجب عليه التقليد في فروع الشريعة

سمجہنے مین خواص اور عوام سبہی شریک ہوتے ہین) اور وہ دین سے بطور بداہت معلوم ہے جیسے متواتر احکام مثلاً رکعات نماز کی گنتی اور نماز کی اتفاقی صورت اور مان بیٹے کے نکاح کا حرام ہونا اور لواطت وغیرہ) جنکی پہچان عوام کے لئے مشکل نہین اور وہ اُسکو عمل سے روک نہین سکتی اس قسم مین کسیکو تقلید جایز نہین ایک قسم خاص ہے جسکی پہچان خاص لوگون کو ہوتی ہے (یعنے جو اجتہاد سے حاصل ہوتا ہے) اسمین لوگ تین قسم کے ہین اول عوام لوگ انپر جمہور علما کے نزدیک سبہی احکام شریعت مین اکسی کسی مجتہد کی

جمیعا ولا ینفع ما عندہ من علم
یودی الی الاجتہاد۔
ومن الاستاذ الجبائی یجوز یعنی
تقلیدہ فی الاجتہادیۃ دون ما طریقہ
القطع الحاقا بقطعیات الفروع
بالاصول الثانی العالم الذی
حصل بعض العلوم المعتبرۃ ولم یبلغ
رتبۃ الاجتہاد فاختار ابن الحاجب
وغیرہ انہ کالعامی الصرف لعجزہ عن
الاجتہاد وقیل لا یجوز لہ التقلید
ویجب علیہ معرفۃ الحکم بطریقہ
لان لہ صلاحیۃ معرفۃ الاحکام [illegible]
بخلاف غیرہ قال وما اطلقوہ
من الحاقہ ھھنا بالعامی فیہ نظر
لا سیما فی اتباع المذاہب المتبحرین
فانہم لم ینصبوا انفسہم نصبۃ المقلدین

تقلید واجب ہے۔ انکی اپنی سمجھ جو اجتہاد
کو نہ پہنچی ہو نفع نہین دیتی۔
استاد جبائی سے یہہ منقول ہے۔ کہ انکو صرف
اجتہادی فروعات مین تقلید جائز ہے
نہ ان فروعات سے جو یقینی + طریق سے
معلوم ہین اُسنے ایسے فروعات کو
بہی اصول دین کے حکم مین شامل کیا ہے
قسم دوم وہ عالم جسکو بعض علوم حاصل
ہین پر وہ رتبہ اجتہاد کو نہین پہنچا ایسے
شخص کو ابن الحاجب نے تو محض عامی
قرار دیا ہے کیونکہ وہ اجتہاد سے عاجز ہے
بعض علماء کا یہ قول ہے (کہ وہ عامی محض
نہین ہے اسلئے) اسکو تقلید جائز نہین بلکہ
حکم کا دلیل سے جاننا واجب ہے اسلئے
کہ اسکو دلیل سے احکام جاننے کی لیاقت ہے
ایسے شخص کو عامی کہنا محل اعتراض ہے

خصوصاً اُن لوگون کو جو مذاہب مین خوب ماہر ہین اور انہون نے اپنے آپ کو مقلد نہین ٹہرایا کہا

وقد قال ابو علی وغیرہ لسنا مقلدین للشافعی
وکذا الاشکال فی الحاقہم بالمجتہدین اذ المجتہد لا یقلد

ابو علی وغیرہ نے کہا ہے ہم شافعی کے مقلد نہین ایسا ہی
انکو مجتہد کہنا مشکل ہے کیونکہ مجتہد تو کسیکی تقلید نہین کرتا

+ یقینی فروعات تو قسم اول مین داخل ہین جسمین عوام خواص سبہی شریک ہین پہر معلوم نہین قسم ثانی مین اسکا ذکر کیون ہوا۔ اس بات مین عمدہ تفصیل وہ ہے جو طرۃ الحق مین ضمیمہ نمبر ۱۲۔ جلد ا مین بصفحہ ۱۹ گذری۔

نمبر سوم جلد دوم

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ

اذا ہو قلد مجتہداً مجتہداً ولا یمکن ان یکون واسطۃ بینہما لانہ لیس لنا سوی حالتین قال وقال ابن المنیر والمختار انہم مجتہدون ملتزمون ان لا یحدثوا مذہباً - اما کونہم مجتہدین فلان الاوصاف قائمۃ بہم واما کونہم ملتزمین ان لا یحدثوا مذہباً فلان احداث مذہب زائد بحیث یکون الفروع علی الاصول وقواعد مباینا لسائر قواعد المتقدمین متعذر الوجود لاستیعاب المتقدمین سائر الاسالیب نعم لا یمتنع علیہم تقلید امام فی قاعدۃ فاذا ظہر لہ صحۃ مذہب غیر امامہ فی واقعۃ لم یجز لہ ان یقلد

کیونکہ مجتہد تو کسی کی تقلید نہیں کرتا اور یہہ کبھی تقلید بھی کرتے ہین اور یہہ بہی نہیں ہو سکتا کہ وہ نہ مجتہد ہون نہ مقلد - کچہہ اور ھی ہون - کیونکہ (اجتہادی مسایل مین) ہماری لئے (سوای حالت اجتہاد و تقلید) کوئی تیسری حالت نہین ھی -

اِس باب مین قول مختار یہہ ھی کہ وہ مجتہد ہین پر ایسے جنکا یہہ التزام ہے کہ نیا مذہب نکالین مجتہد تو اِسلئے ہین کہ انمین مجتہدون کی صفتین موجود ہین - نیا مذہب نکالنے کے التزام کی یہہ وجہ ھی کہ ایسا نیا مذہب نکالنا جسکے فروعات کے اصول و قواعد متقدمین (مجتہدین) کے قواعد سے جدا گانہ ہون مشکل ہے - کیونکہ متقدمین نے سبھی اصول و قوانین کو پورا لیلیا ہے - ہان انکو یہ منع نہین ہے کہ وہ کسی قاعدہ مین کسی امام کی تقلید نکرین

+ یہہ اسلئے کہا گیا ہے کہ زرکشی کی اس کلام مین اسی قسم علم کا بیان ہے جو جولانگاہ اجتہادی (دیکہو ضمیمہ نمبر ۲ ج ۲ صفحہ ۱۵ و ۱۶) اور ضمیمہ نمبر ۱۲ جلد ۱ مین بخوبی ثابت ہو چکا ہے کہ ظواہر نصوص پر عمل کرنا نہ اجتہاد ہے نہ تقلید ہے -

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چھپا

امامہ لکن وقوع ذلک مستبعد لکمال نظر من قبلہ وقال القدوری الحنفی ما ظنہ یعنی العالم الغیر المجتہد اقوی فعلیہ تقلیدہ فیہ وقد سمعت موافقۃ ابن المنیر لھذا انفا غیر انہ استبعد وقوعہ قال ابن امیر الحاج فی التحبیر بعد نقل ھذا من الزرکشی وما استبعدہ لیس بعید انتھی ۔

پس جب انکو کسی موقع پر کسی دوسرے امام کے مذہب کی صحت ثابت ہو تو پھر انکو اپنے امام کی تقلید جایز نہیں ہے ولیکن ایسا وقوع مین آنا بعید سا معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلون کی نظر کمال کو پہنچ چکی ہے

قدوری حنفی نے کہا ہے جس مسئلہ (یا قاعدہ) مذہب غیر کو وہ عالم جو مجتہد نہین قوی سمجھے اسمین وہ اسکی تقلید کر لے ۔ اور تو نے اس باب مین ابن المنیر کی اس سے موافقت بھی سُن لی ہے فرق صرف اتنا ھے کہ اُس نے اس امر کے وقوع کو بعید سمجھا ہے ۔ ابن امیر الحاج نے تحبیر مین زرکشی کے اس قول کو نقل کرکے کہا ہے کہ جسکو ابن المنیر بعید سمجھا ہے وہ بعید نہین ہے ۔

صاحب [illegible] ابن امیر الحاج [illegible] نقل کرکے کہا ہے کہ زرکشی

حاصل بحث الزرکشی بقولہ فتنظر لاسیما فی اتباع المذاھب الخ ان المتبحرین من العلماء والعلم والمذھب ماخوذ من افعالھم کما ھو ماخوذ من اقوالھم لم ینصبوا انفسھم نصبۃ المقلدین علماً وقولاً اما عملاً فلبیان ترجیحھم دلائل الخصوم والعمل بھا بعد ترجیحھم بل بعض العلماء ترکوا تمام مذھب وقلدوا مذھبا اخر وھذا ابو جعفر الطحاوی

کے اس قول کا (اُن لوگون کو عامی قرار دینا محل اعتراض ہے) حاصل یہہ ہے کہ متبحر علمائے (جنکے افعال و اقوال سے علم و مذہب سیکھے جاتے ہین) قول و فعل سے کسیکے مقلد نہین فعل سے تو اسلئے کہ وہ اپنے مذہب کے سوائے اور مذاہب کے دلایل کو ترجیح دیتے ہین پھر بعد ترجیح اس مذہب مرجح کو اختیار کرتے ہین بعضون نے تو بالکل ھی اپنا مذہب چھوڑ دیا اور مذہب غیر کو اختیار کر لیا ہے یہہ (دیکھو) ابو جعفر طحاوی

تخنف بعد شفعویته - واما قول صد
قول مثل ابی علی السّابن وغیرہ فلو کان
حدهم اللحوق بالعوام الصّرفة
بحکم الشریعة المطهرة لکان قولهم
وعملهم هذا خارجا عنها وهذا بهتان
عظیم یتوجه الیهم فلم یبق الا ان نقول
کان لهم الاجتهاد فی المسایل الجزئیة
والاخذ بالّتی قوی عندهم دلیلها
وترک غیرها التمامًا الحجة علیهم
من الله سبحانه حسب طاقتهم ولانهم
لولم یلحقوا بالمجتهدین فی هذه المسایل
ولیسوا بمجتهدین [illegible]
بین من هو مجتهد وبین من لیس
بمجتهد ولیس لنا سوی الحالتین واذا
کانوا مجتهدین ولو فی بعض المسایل
یحرم علیهم تقلید غیرهم فیه وهذا
هو القول بالتجزی فی الاجتهاد
وعلیه الجمهور وقد حکیت هذه
المسئلة فی اصول ابن الحاجب
وذکر فیها جوازها وهو قول اصحاب
ابیحنیفة علی ماذکرہ البستی من

(امام مشہور) شافعی ہونے کے بعد حنفی
ہوگئے قول سے اسلئے کہ ابو علی وغیرہ نے
صاف کہدیا ہے کہ ہم شافعی کے مقلد نہین
ہین سو اگر انکا رتبہ شریعت کے روسے
عوام کا سا ہوتا تو اُنکا یہہ قول وعمل شریعت
سے خارج ہوتا اور یہہ کہنا انپر بہتان باندہنا
ہے پس انکی نسبت بجز اسکے کچھہ نہین کہا جاسکتا
کہ ان لوگون کو مسایل جزئیہ مین اجتہاد
حاصل تہا اور اُن مسایل کو جنکے دلایل انکے
نزدیک قوی ہون لے لینا اور جو ایسے
نہ ہون انکو چہوڑ دینا انکا کام تہا اور اگر
انکو [illegible] جاوے اور
عوام تو کہا جاہی نہین سکتا تو مجتہد وغیر
مجتہد مین ایک واسطہ (یعنی تیسرا درجہ)
نکلتا ہے حالانکہ (ایسے* مسایل اجتہادیہ مین)
سوائے دو حالت اجتہاد وتقلید ہماری
کوئی تیسری حالت نہین ہے - اور جبکہ
وہ مجتہد ٹھہرے (بعض مسایل ہین ہی کیون
نہ ہون) تو انپر ان مسایل مین غیر کی تقلید
حرام ہوئی - یہہ کہنا اجتہاد وتقلید مین تجزی
کا قایل ہونا ہے جس پر جمہور علماء کا اتفاق ہے

* دیکھو حاشیہ صفحہ (۱۷)

من مشايخه وهو مختار الغزالي و
نسبه السبكي وغيره الى الاكثرين
وقال انه صحيح وقال ابن دقيق العيد
هو المختار وقال شيخ الحنفية ابن الهمام
في التحرير انه الحق واما قول العلامة
التفتازاني في الفصول البدائع والحق
عدم التجزي وهو المنقول عن ابي حنيفة
لما في حد الفقه ان الفقيه هو المتهيئ
للكل اعني الذي له ملكة الاستنباط
في الكل وان المقلد يجوز علمه
ببعض الاحكام عن الادلة (انتهى)
ففيه الدلالة على اثبات هذا
النقل عن ابي حنيفة ولو كان لما صحت
الرواية لابن امير الحاج صاحب
التحبير عن فقهاء الحنفية بقوله جواز
التجزي وهو قول اصحابنا وهو نقل
صريح عنهم من غير اخذ عن كلامهم -

یہ مسئلہ تجزی اجتہاد اصول ابن حاجب
مین بھی مذکور ہے جسمین اسکا جواز
بیان ہوا ہے اور یہی امام ابوحنیفہ
کے اتباع کا قول ہے چنانچہ سبکی نے
نقل کیا ہے اور یہی امام غزالی کا مذہب
مختار ہے اور سبکی نے اسکو اکثر علماء کیطرف
منسوب کیا ہے اور کہا ہے کہ یہی مسئلہ
صحیح ہے ابن دقیق العید نے کہا ہے
کہ یہی مختار ہے شیخ الحنفیہ ابن الہمام نے
تحریر الاصول مین کہا ہے کہ یہی حق
ہے اور جو علامہ تفتازانی نے فصول البدائع
مین کہا ہے کہ حق اجتہاد کا متجزی نہ ہونا ہے
اور یہی امام ابی حنیفہ سے منقول ہے کیونکہ
فقیہ کی تعریف انسے یہہ منقول ہو چکی ہے
کہ فقیہ وہ ہے جو سبھی احکام کے استنباط
کے لئے تیار رہو اور یہہ تعریف اس مجتہد پر
جو بعض مسایل مین تقلید کرے بعض مین
اجتہاد صادق نہین آتی - رہی یہہ بات کہ اگر وہ شخص مقلد ہی تو اسکا بعض احکام کو دلایل
سے جاننا کیا معنی رکھتا ہی اسکا جواب یہہ ہے کہ مقلد کو بعض احکام کا دلائل سے معلوم ہونا جایز
ہی اسمین علامہ سے نقل صریح کا مطالبہ ہی وہ یا انکا کوئی ہمخیال بیان کرے کہ امام ابوحنیفہ
سے کس نے یہ امر نقل کیا ہے اگر یہہ امر صحیح ہوتا تو ابن امیر حاج فقہاء سے جواز تجزی اجتہاد نقل نکرتا

كما اخذ صاحب البدايع معارض هذا
عن حد الفقه فحكم على الماخوذ بانه
المنقول عن ابي حنيفة مع الفرق بين
الماخوذ من كلامه والمنقول من صاحبه
ولما حكم افضل المتاخرين منهم في
التحرير بان التجزي هو الحق بالحصر
المفيد لبطلان ما ينقل في الباب
مما سواه على ان صاحب البدائع لم يدع
نقل ذلك صريحا عن ابي حنيفة بل فهم
من تعريف المنقول عنه حيث قال
لما مر في حد الفقه الخ وفي فهمه ذلك
نظر ظاهر فان التهئ للكل هو الفقيه
المطلق الذي يكون صاحب مذهب
مستقل وانما التجزي يوجب جواز مجتهد
متهئ لما يتعلق بالجزئيات التي فيها
اجتهاده فالتهئ للكل ليس شرطا

اور نہ کہتا کہ یہی ہمارے ائمہ کا قول ہے۔ یہ
ابن امیر حاج کی صریح نقل ہے نہ یہہ کہ انکے
کسی قول سے یہہ بات نکالی گئی ہو جیسے صاحب
بدائع (علامہ تفتازانی) نے عدم جواز تجزی
اجتہاد فقیہ کی تعریف سے نکال لیا ہے۔
پھر یہہ کہدیا کہ یہہ امام ابو حنیفہ سے منقول
ہے حالانکہ ایک امر کا ایک شخص سے صریح
طور پر منقول ہونا اور ہے اور اسکا اسکی کلام
سے مفہوم و ماخوذ ہونا اور ہے۔ اور اگر
وہ بات امام ابو حنیفہ سے صریح طور پر منقول
ہوتی تو افضل المتاخرین (ابن الہمام)
اپنی تحریر میں یہہ نہ کہتے کہ تجزی اجتہاد
ہی حق ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسکا
خلاف عدم تجزی اجتہاد باطل ہے علاوہ
اسکے صاحب بدایع (علامہ تفتازانی) نے
اس بات کو امام ابو حنیفہ سے صریح طور پر منقول
ہونے کا خود دعوی نہیں کیا بلکہ ان کی کلام سے اس کے مفہوم ہونیکا دعوی کیا ہے
چنانچہ کہا ہے کہ یہہ اسلئے ہے کہ امام ابو حنیفہ سے مجتہد کی تعریف یہہ منقول ہے (جو
اوپر مذکور ہوئی) اور اس بات کے مفہوم ہونے مین ظاہر اعتراض ہے اسلئے کہ جو تعریف
مجتہد مین کل مسایل کے لئے تیار رہنا بیان ہوا ہے یہہ مجتہد مطلق کی تعریف ہے جو صاحب
مذہب مستقل ہو نہ بعض مسایل مین مجتہد کی جسکا صرف بعض مسایل مین جنہین وہ اجتہاد

للمجتهد مطلقًا بل للمجتهد المطلق
دون المقيد - والمجتهد المقيد بمسايل
عديدة مقلد للمجتهد المطلق فيما ليس
له فيه يد على الاجتهاد على ما صرحوا
فتسمية من فرض كونه مجتهدًا
مقيدًا في الحد بالمقلد في قوله وان
المقلد يجوز عمله ببعض الاحكام عن الادلة
اي نفى عنه مطلق الاجتهاد بل الاجتهاد
المطلق - (دراسات اللبيب)

کرتا ہے) تیار ہونا ضروری ہے -
اِس تعریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مجتہد مطلق
(جو سبھی مسایل مین مجتہد وصاحب مذہب ہے)
کے لئے کل مسایل کے لئے تیار رہونا شرط
ہے نہ مجتہد مقید کے لئے جو بعض مسایل مین
اجتہاد کرتا ہے یہ مجتہد مقید بعض مسایل مین
جنمین اُسکے اجتہاد کو دسترس نہ ہو
دوسرے امام کا مقلد بھی ہوتا ہے پس اسکو
ان مسایل کی نظر سے مقلد کہنا اسکے مجتہد

ہونے کو (ان مسایل مین جنمین وہ خود اجتہاد کرتا ہے) نہین مٹاتا -
اِن شواہد سے ہمارا دعوی دوم وچہارم ثابت ہوا - اور دعوی اول وسیوم پہلے ثابت
ہو چکا ہے - اِن چارون دعاوی کے ثبوت و دلایل سے متحقق ہوا کہ اولًا تو ظواہر و نصوص
پر عمل کرنا اجتہاد نہین ہے اور اگر اسکو اجتہاد ہی مانا جاوے تو پھر مجتہدین کے سوائے
اور علماء کے لئے اسکی ممانعت کی کوئی وجہ نہین ہے اور باتفاق جمہور علماء اجتہاد و تقلید
مین تجزی جایز ہے - وبناءً علیہ جایز اور ممکن ہے کہ ایک شخص بعض مسایل مین (جنکا
وہ ماخذ اور اصل کتاب وسنت سے نہ جانتا ہو) کسی مجتہد کا مقلد ہو اور بعض مسایل مین
(جنکو آیات وحدیث سے جانتا ہو) مجتہد ہو اِس بیان سے (جو صفحہ ۳ نمبر ۲ سے شروع ہوا ہے)
اُن اقوال کا جو شواہد جواب اول کے مقابلہ مین پیش کئے گئے تھے جواب پورا ادا ہوا اور
بخوبی ثابت ہوا کہ عمل بظاہر حدیث و قرآن اجتہاد نہین ہے
شاید اسپر کوئی اعتراض کرے کہ اجتہاد کا زمانہ تو گذر چکا ہے اس زمانہ مین اجتہاد (گو بعض
مسایل مین ہو) کب ممکن ہے اور مسئلہ جواز تجزی اجتہاد صحیح بھی ہو تو اسوقت کے لوگون کو

اِس سے علاقہ کیا حلوے خوردن را روے باید سہو شتل ہے -

اِسکے جواب مین ہمسے پہلے علماء نے بہت بسط و تفصیل سے بحث کی ہے اور یہہ بات ثابت کر دکہائی ہے کہ پچھلے زمانہ مین پہلے زمانہ کی نسبت اجتہاد آسان ہے اور اسکے وسائل سہل موجود ہین - ہم اس مقام مین اُنہین اکابر کی کلام کو نقل کر دینا کافی سمجھتے ہین - علامہ ہارون حنفی کتاب نا طورۃ الحق مین فرماتے ہین -

فان قيل هذا البيان ينا في ما صرحوا بان عصر الاجتهاد قد مضى واهله قد انقرض منذ زمان طويل وانقضى وان دليل المقلد قول المجتهد ويجب الصلابة فى المذهب والمنتقل من مذهبه باجتهاد وبرهان اثم يجب عليه التعزير وبدونهما اولى - قال صاحب [illegible] من [illegible] القاضى اذا قاس مسئلة على اخرى وحكم فظهر ان الحق بخلافه فالخصومة للمدعى عليه يوم القيمة على القاضى والمدعى لان القاضى اثم بالاجتهاد لانه ليس من اهل الاجتهاد - والمدعى اثم باخذ المال قال الغزالى من الشافعيه فى احيا العلوم ومن ليس له رتبة الاجتهاد وهو حكم

اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ جو بیان ہوا ہے (کہ قرآن و حدیث پر عمل کرنا جایز ہے اور یہہ فقہاء کے اقوال پر عمل کرنیسے سہل و آسان ہے) اس بیان کے مخالف ہے جو علماء نے بتصریح کہا ہے کہ اجتہاد کا زمانہ گذر چکا ہے اور اسکے لایق اشخاص ایک زمانہ دراز سے تمام ہو چکے ہین (اب) مقلد کے لئے مجتہد کا قول دلیل ہے اور اسکو اپنے مذہب پر مضبوط رہنا واجب ہے - اور مذہب سے اجتہاد اور دلیل کے سبب انتقال کرنیوالا گناہگار ہے جسپر تعزیر واجب ہے تو بلا دلیل و اجتہاد بطریق اولی گناہگار ہو گا - کتاب خلاصہ کے مولف نے کہا ہے جب قاضی کسی مسئلہ کو دوسرے مسئلہ پر قیاس کر کے کسی مقدمہ مین حکم لگا دے اور پہر ظاہر ہو کہ مذہبی روایت کی رو سے حق اسکا خلاف ہے تو مدعی علیہ کو قاضی اور مدعی دونون پر قیامت کو دعوی ہو گا قاضی پر اِسلئے کہ اجتہاد کے لایق نہ تہا اور مدعی پر اِسلئے کہ بیگانہ مال لینے مین گنہگار ہے

اور امام غزالی نے احیاء العلوم مین کہا ہے جسکو رتبہ اجتہاد حاصل نہ ہو (چنانچہ اس زمانہ

اهل العصر انما یفتی فیما یسئل عنه
ناقلا عن صاحب مذهبه فلو ظهر له
ضعف مذهبه لم یجز له ان یترکه
ولیس له الفتوی بغیره - وما یشکل علیه
یلزمه ان یقول لعل عند صاحب
مذهبی جوابا عن هذا فانی لست مستقلا
بالاجتهاد فی الشرع وقال ابو العباس
القرطبی من المالکیة فی شرح مسلم -
المجتهد ضربان المطلق وهو المستقل
باستنباط الاحکام من ادلته فهذا لا شك
فی انه اذا اجتهد ماجور ولکن یعسر
وجوده بل العدم فی هذه الزمان
وثانیهما المجتهد فی مذهب امام وهذا
غالب قضاة العدل فی هذه الزمان
وشرط هذا ان یتحقق اصول امامه
وادلته وینزل علیها احکامه فیما لم
یجده منصوصة فی مذهب امامه واما ما
وجده منصوصا فان لم یختلف قول
امامه عمل علی ذلك النص وقد کفی
مؤنته البحث والاولی به تعرف

کے لوگون کا یہی حکم ہے) وہ جب کسی مسئلہ
سے سوال کیا جاوے اپنے امام کا مذہب
نقل کردے - اسکو اپنے امام کا مذہب ضعیف
بھی معلوم ہو تو اسکو نہ چھوڑے اور اس کے
سوائے دوسرے کے مذہب پر فتوی نہ دے اور جو مسئلہ
اسکو مشکل (مخالف دلیل) معلوم ہو اسمین
یہہ کہے شاید اسکا کوئی جواب ہوگا مین مجتہد
مستقل نہین ہون کہ اسکو جانون قرطبی مالکی
نے شرح صحیح مسلم مین کہا ہے - مجتہد دو قسم
ہین ایک مجتہد مطلق جو دلایل سے احکام نکالتا
ہی مستقل ہو - اسمین شک نہین کہ ایسا مجتہد
مستحق اجر ہے ولیکن اسکا وجود مشکل بلکہ اس
زمانہ مین معدوم ہی دوسرا مجتہد فی المذہب
جو کسی امام کے مذہب مین اجتہاد کرتا ہے
چنانچہ اکثر قاضی اس زمانہ کے ایسے ہی ہوتے
ہین اسکی شرط یہہ ہی کہ اپنے اصول و دلایل امام
کو خوب جانے اور ان سے ان احکام
کو نکالے جو صریح طور پر امام کے مذہب مین پاوے
اور جس حکم کو صریح طور پر امام کے مذہب مین
پاوے اسمین اگر اختلاف روایت نہ ہو

وجه خلاف و اما ان اختلف قول الامام
فهناك يجب عليه البحث في الاولى من
القولين على اصول امامه انتهى
وقد اختلف اراء المتاخرين من اصحاب
الشافعي في ان الغزالي وشيخه
ابو المعالي الجويني والروياني من اصحاب
الوجوه في المذهب ام لا - مع قول الروياني
لو ضاعت نصوص الشافعي لامليتها
من صدري ولما ادعى السيوطي
على راس المائة العاشرة قام معاصروه
ورموه عن قوس واحد وانكروا عليه
دعواه وكتبوا اليه مسائل اطلق اصحاب
فيها وجهين وطلبوا منه الترجيح على
قواعد الاجتهاد فرد السوال من غير
جواب واعتذر بان له شغلا يمنعه
عن النظر فيه. فاذا ظهر نزول هولاء
وتقصيرهم عن هذا القدر فكيف من دونهم
بالكثير من ذلك

تو اسکو عمل مین لاوے اور بحث کی مشقت
سے نجات پاوے - اور اگر اسکی دلیل و وجہ
کو جان لے تو یہہ بہتر ہے اور جب حکم مین
امام کے دو مختلف قول پاوے اسمین
دونون اقوال سے اولی قول کی بحث
وکرید کو واجب خیال کرے متاخرین شافعیہ
کا اسمین اختلاف ہی کہ امام غزالی اور انکا
اوستاد ابو المعالی (امام جوینی) اور رویانی
شافعی مذہب مین مجتہد محتمل قول امام کے
وجوہات بیان کرنیوالے ہین یا نہین -
باوجودیکہ رویانی نے یہہ کہہ رکھا ہے کہ اگر
امام شافعی کے سبھی اقوال جاتے رہین تو
مین انکو اپنی یاد سے لکھدون اور جب امام
سیوطی نے دسوین صدی کے سر پر
مجتہد ہونیکا دعوی کیا تو اسکے ہمعصر
مقابلہ کو کھڑے ہو گئے اور اسکو ایک
کمان کا نشانہ بنایا اور اسکے دعوی کو نمانا
اور انکی طرف کئی مسایل جو شافعی مذہب
مین دو طرح پر بیان کئے گئے تھے لکھکر بھیجے اور بقواعد اجتہاد کسی ایک وجہ کے ترجیح کے خواستگار ہوئے
امام سیوطی نے ان مسایل کو واپس کیا اور کسی شغل کے بہانہ سے اسکے دیکھنے سے عذر کیا -
جب ایسے لوگون کا اس رتبہ سے نیچے ہونا اور قاصر رہنا ظاہر ہوا تو پھر انسے نیچے والونکا کیا حال

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چھپا

قلت الادلة الدالة على وجوب التمسك
بالكتاب والسنة والاجماع والقياس عامة
لما تفيده من الحكم من غير تخصيص
بشخص دون شخص وعصر دون عصر
ولا يجوز العدول عن مقتضاها الا
لضرورة العجز مقدرا بقدرها والله
صرح غير واحد من العلماء ان الاجتهاد
فرض دائم وحق قائم الى قيام
الساعة وانقراض هذه النشاءة
ودعوى انقراض عصر الاجتهاد وفقد نفقدنا
اهله تقول لا دليل عليه قال محمد بن
عبد الكريم الشهرستاني في كتاب
الملل والنحل النصوص متناهية و
الوقائع غير متناهية - وما لا يتناهى
لا يضبطه ما يتناهى فالاجتهاد والقياس
واجب الاعتبار حتى يكون بعد كل حادثة
اجتهاد - وكلام الغزالي على سبيل الالزام
على معاصريه في خوضهم على المناظرات
طلبا للجاه والمال - فقد صرح صاحب
احمد بن على بن برهان العاصى

(اسکے جواب مین) مین (مولف ناظورہ)
کہتا ہون کہ قرآن وحدیث وغیرہ دلایل
شرعیہ سے تمسک کرنیکی دلایل ہر ایک کو
اِس تمسک کی اجازت دیتی ہین کسی شخص
اور کسی زمانہ کو اِس سے خاص نہین کرتے
اِن دلایل کے مقتضا سے عدول کرنا بجز
حالت ضرورت جسکی حد زمانہ نا واقفی
ہے جائز نہین اسی نظر سے بہت سے
علماء نے صاف کہا ہے کہ اجتہاد دایمی
فرض ہے اور قیامت تک رہنے والا ہے
اور یہہ دعوی کہ اجتہاد کا زمانہ گذرچکا ہے
اور اسکے اہل اشخاص تمام ہوئے محض
بناوٹ ہے جس پر کوئی دلیل نہین -
محمد بن عبد الکریم شہرستانی نے کتاب
ملل ونحل مین کہا ہے کہ آیات واحادیث
محدود ہین اور احکام کے موقع غیر محدود
اور محدود سے غیر محدود کا انضباط مشکل
ہے - اِسلئے اجتہاد کا اعتبار ضروری ہو
تاکہ ہر ایک موقع پر اجتہاد کام آوے -
اور جو امام غزالی نے اِس اجتہاد کو اپنی زمانہ پر
انتہا پایا ہے یہہ اُن لوگون کے الزام کے لئے تہا جو انکے وقت دنیا و مال کے لئے جہگڑے کرتے تھے انکے

لا یلزمہ التقلید بمذھب وجہ
النووی وکلام القرطبی فی المجتھد
المطلق کاصحاب المذاھب المتبوعۃ
وکلام الخلاصۃ محمول علیہ ولا یدل
کلامھم قط علی امتناع وجودہ
بل علی عدم وجدانہ فی تلک الازمنۃ
ومبنی علی الاستقراء الناقص فحسب
ومایدریھم باحوال البلدان النائیۃ
والازمان الاتیۃ۔
ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔ ولا
یلزم من عدم کون الغزالی والجوینی
والرویانی والسیوطی مجتھدین ان لا
یکون مجتھد غیرھم لو سلم انھم لم
یبلغوا رتبۃ الاجتھاد وقد قال ابن
الرفعۃ لا یختلف اثنان فی ان ابن عبد السلام
وابن دقیق العید بلغا رتبۃ الاجتھاد
انتھی وابن عبد السلام من رجال المائۃ
السابعۃ وابن دقیق العید مات سنۃ
اثنین وسبع مائۃ وابن الھمام لیس شاءہ

شاگرد احمد بن علی نے صاف کہا تھا
کہ عامی کو کسی مذہب کی تقلید لازم نہین ہے
اور اسی کو امام نووی نے ترجیح دی ہے
اور جو قرطبی نے کہا ہے وہ مجتہد مطلق
کی نسبت ہے اور خلاصہ کا قول بھی اسی پر
محمول ہے۔
اور انکی کلام مین وجود مجتہد کا محال ہونا
ہرگز نہین پایا گیا ہان اس زمانہ مین مجتہد
کا موجود نہونا انکی کلام مین پایا جاتا ہے
جو انکے نقصان تلاش پر مبنی ہے انکو دور دراز
کے شہرون اور آیندہ زمانون کا حال کیا معلوم
ہے شاید خدا انکے بعد کوئی اور امر پیدا
کرے۔ اور غزالی و جوینی و رویانی و
سیوطی کے مجتہد نہونے سے (اگر اسکو مان
بھی لیا جاوے) یہہ لازم نہین آتا کہ انکے
سواے اور کوئی مجتہد نہو۔
ابن الرفعہ نے کہا ہے اس بات مین دو شخصوں کا
بھی اختلاف نہین تھا کہ ابن عبد السلام اور ابن
دقیق العید رتبہ اجتہاد کو پہنچ چکے ہین ابن عبد السلام
ساتوین صدی کا آدمی ہے اور ابن دقیق العید سات سو دو سنہ ہجری مین فوت ہوا اور ابن الہمام
کی راے اس سے کچھہ کم نہین ہے۔

بدون شانهما بل هو احق بذلك منهما
ومعنے قولهم دليل المقلد قول المجتهد
ان العاجز عن فقه الدليل الشرعي المضطر
الى التقليد ليس عنده دليل يرجح الفعل
على الترك او بالعكس سوے قول
المجتهد الذى يقلده ويتخذ رايه وليس
معناه ان غير المجتهد يجب عليه تقليد
غيره ولا يجوز له التمسك بالادلة وقد
عرفت انه ليس من ضرورة ان لا يكون
الرجل مجتهدا ان يكون مقلدا ـ
وما نقل بعضهم فى كتاب تحرير الاصول
من انه انعقد الاجماع على عدم العمل بمذهب
مخالف للائمة الاربعة لا يصح اصلا فان
المذكور فے التحرير ما نقله عن الكتاب
البرهان لابى المعالى الجوينى ان اجماع
المحققين على منع العوام من اعيان تقليد
الصحابة بل عليهم اتباع الذين سبروا
ووضعوا ودونوا ـ ثم قال وعلى هذا
ما ذكره بعض المتاخرين يعنے ابن الصلاح
منع تقليد غير الاربعة لانضباط مذاهبهم
وتقييد مسائلهم وتخصيص

وہ اِن دونون سے مجتہد ہونیکے لئے زیادہ
لایق ہے اور جو انہون نے کہا ہے مقلد
کے لئے قول مجتہد دلیل ہے اسکے معنے یہہ ہین
کہ جب کوئی دلیل شرعی سے عاجز ہو کر تقلید
ہی کرنیکو لاچار ہوا اسکے لئے بجز قول مجتہد جسکی
وہ تقلید کرتا ہے اور اسکی رائے لیتا ہے اور
کوئی دلیل نہین ہے اور اسکے معنی یہ نہین
کہ جو مجتہد نہو اسکو غیر کی تقلید واجب ہے اور
دلایل سے تمسک ناجائز ـ اور یہہ تم پہلے جان
چکے ہو کہ جو مجتہد نہو اسکے لئے ضرور نہین ہے
کہ وہ مقلد بھی ہو جاوے ـ
اور جو بعض لوگون نے تحریر ابن الہمام سے
نقل کیا ہے کہ چارون مذہب کے مخالف عمل نکرنے
پر اجماع ہو چکا ہے یہ ہرگز صحیح نہین ہے
تحریر مین تو صرف اِس قدر ہے جو اس نے کتاب
برہان سے نقل کیا ہے کہ محققون کا اسپر
اجماع ہے کہ عوام لوگ صحابہ کی تقلید نکیا کرین
ان پر ان لوگون کا اتباع واجب ہے جنہون نے
خوض کر کے مسایل کو بنایا اور کتابون مین جمع
کیا پھر کہا اسی بنا پر ابن الصلاح نے مذاہب
اربعہ کے سوائے اور مذاہب کی تقلید سے منع کیا ہے

عمومها ولم يدر مثلها في غيرهم لانقراض اتباعهم انتهى -

قال ابن امير الحاج في شرحه وحاصل هذا انه امتنع تقليد غير هؤلاء لتعذر نقل مذهبهم وعدم ثبوته حق الثبوت لا لانه لا يقلد غيرهم ومن ثم قال الشيخ عز الدين بن عبد السلام لا خلاف في الحقيقة بين القولين بل ان تحقق ثبوت مذهب عن واحد منهم جاز تقليده وفاقا والا فلا وقال ايضا اذا صح عن بعض الصحابة مذهب في حكم من الاحكام لم تجز مخالفته الا بدليل اوضح من دليله انتهى -

فانظر الى هذا الناقل كيف افترى بهتانا عظيما واثما مبينا وقال انعقد الاجماع - وحمل على الاجماع الشرعي احد الادلة الاربعة وتعصب على الحق ثم نسبه الى ابن الهمام وانما هو نقل عن غيره اتفاق من وصفه

کیونکہ صرف انکے مذہب مین انضباط پایا جاتا ہے اور مسایل کا عام ہونا اور خاص ہونا اور بلا قید و مقید ہونا سب بیان ہو چکا ہے جسکی نظیر اور مذاہب مین پائی نہین جاتی کیونکہ انکے اتباع وانصار گذر چکے ہین -

ابن امیر حاج نے شرح تحریر مین کہا ہے کہ اسکا حاصل یہہ ہے کہ غیر مذاہب کی تقلید اسلئے منع ہے کہ انکے مذہب کی ٹھیک ٹھیک نقل نہین ملتی نہ یہ کہ انکے سواے کسی اور کی تقلید جایز ہی نہین ہے - اسی لیے شیخ عزالدین بن عبد السلام نے فرمایا ہے کہ ان دونون اقوال مین درحقیقت اختلاف نہین ہے بلکہ اگر ان لوگون مین سے کسی کا مذہب بتحقیق ثابت ہو تو اسکی تقلید بھی بالاتفاق جایز ہے اگر ثابت نہ ہو تو نہین اور یہہ بھی شیخ نے کہا ہے کہ جب بعض صحابہ کا کسی حکم مین کوئی مذہب ثابت ہو تو اسکی مخالفت بھی جایز نہین ہے مگر ایسی دلیل کے لحاظ سے جو اس مذہب کی دلیل سے واضح ہو کلام شیخ تمام ہوا -

پس تم دیکھو اس ناقل مضمون تحریر نے کیسا بہتان باندھا اور کہدیا کہ ائمہ اربعہ کے مذہب کے سوا اور مذاہب کی تقلید ناجایز ہونے پر اجماع ہو گیا ہے اور اس اجماع کو اجماع شرعی بتایا یہہ اسبات کو

ذلك الغير بالتحقيق والله اعلم به
وقد اعترض عليه بان ذلك لا يوجب
تقليد الاربعة فحسب بل لمن عداهم
جمع وسيروان لم يكن اكثر ولا يجب
اتباعهم - والحق انه لا يصح هذا النقل
اصلاً لما من الادلة وتصريحات
الائمة وكيف يصح هذه الدعوے
وانى وقع هذا الاجماع بل الاجماع على
خلافه وقد صرح ابن الهمام نفسه
فى فتح القدير وغيره ما ينافيه
قال فى فتح القدير لا دليل على وجوب
اتباع المجتهد المعين بالالتزام نفسه
ذلك بل الدليل اقتضى العمل
بقول مجتهد فيما احتاج اليه لقوله
تعالى فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم
لا تعلمون - والسوال انما يتحقق عند
الحادثة المعينة وحينئذٍ اذا ثبت
عنده قول المجتهد وجب العمل به
والغالب ان مثل هذه يعنى منع
الانتقال الزامات منهم لكف الناس من تتبع الرخص

ابن الہمام کیطرف نسبت کیا اور در حقیقت
ابن الہمام نے دوسرے شخص سے عوام کے لئے
مذاہب صحابہ پر عمل کرنیکے ممانعت پر خاص
اُن لوگونکا اتفاق جسکو وہ محقق قرار دیتا ہے
نقل کیا ہے پھر اسپر اعتراض کیا ہے کہ اس
اتفاق سے چار اماموں کی خصوصیت تقلید
ثابت نہیں ہوتی - کیونکہ اُن کے سوائے
اور اماموں نے بہی خوض و تصنیف کی ہے
گو کثرت سے نہو اور حق یہہ ہے کہ یہہ نقل کسیوجہ
سے صحیح نہیں ہے اور یہہ دعوی کیونکر صحیح
ہو سکتا ہے اور یہہ اجماع کہاں ہے اجماع تو
اسکے خلاف ہے ابن الہمام نے خود فتح القدیر
میں اسکا خلاف بتصریح کہا ہے کہ مجتہد معین
کی تقلید کے واجب ہونے پر کوئی دلیل
نہیں دلیل یہی چاہتی ہے کہ کسی مجتہد کی تقلید
بوقت حاجت کر لے چنانچہ اس آیت میں ہے
پوچھو اہل ذکر سے اگر تم نہ جانتے ہو - اور یہہ
سوال کسی خاص موقع پر پایا جاتا ہے اور اسوقت
جب سایل کو کسی مجتہد کا قول ثابت ہو اسپر اسکو
عمل لازم ہے غالباً یہہ جو لوگوں نے کہا ہے
کہ ایک مذہب سی دوسرے کیطرف انتقال منع ہے یہہ لوگوں کو رخصتوں اور آسان باتوں

ہمکو اس آیۃ کی اس تفسیر میں کلام ہے جو ہم ضمیمہ اخبار سفیر ہند نمبر ۵ مطبوعہ ۱۸۸۴ء میں لکھہ چکے ہیں -

واخذ العامی فی کل مسئلۃ بقول مجتہد اخف علیہ۔

وانا لا ادری ما یمنع من ہذا من النقل والعقل فکون الانسان یتبع ما ہو اخف علی نفسہ من قول مجتہد مسوغ لہ الاجتہاد ما علمت من الشرع ذمہ علیہ وکان صلی اللہ علیہ وسلم یحب ما خفف علی امتہ اھ قال القرافی انعقد الاجماع علی ان من اسلم فلہ ان یقلد من شاء من العلماء بغیر حجر واجمع الصحابۃ رض ان من استفتی ابا بکر وعمر وقلدہما فلہ ان یستفتی ابا ہریرۃ ومعاذ بن جبل وغیرہما ویعمل بقولہم من غیر نکیر فمن ادعی بوضع ہذین الاجماعین فعلیہ البیان او الدلیل ہذا کلامہ۔

وقد ضبط وسبر مذہب جماعۃ من الائمۃ سوی الاربعۃ ولہم اصحاب ینتحلونہ واتباع یعملون بہ الی ان سرد اسماہم واسماء من تبعہم منہم عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

کے تلاش کرنیسے روکنے کیلئے کہا ہے مگر مین (ابن الہمام) نہین جانتا کہ اس سے عقل یا شرع کی طرفسے کونسا مانع ہے بلکہ انسان کا آسان بات کی تابع ہونا شرع کے روسے منع نہین ہے۔ اور آنحضرت صلعم اپنے امت کے لئے تخفیف کو دوست رکھتے۔ قرافی نے کہا ہے اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ جو اسلام لاوے وہ جس عالم کی چاہے بلا روک تقلید کرے اور صحابہ کا اسپر اجماع تہا کہ جو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہ سے مسایل پوچہے اور ان کی [illegible] ابوہریرہ اور معاذ بن جبل وغیرہ سے مسایل پوچہے اور بلا انکار انکی اقوال پر عمل کرے۔ پس جو ان دونون اجماعون کے اٹھانیکا مدعی ہو اسپر دلیل یا بیان لازم ہے

اور ضبط وخوض جو آئمہ اربعہ کے مذاہب مین تبایا گیا ہے اور اماموں کے مذاہب مین بہی پایا جاتا ہے انکا اتباع بہی موجود ہین جو انکے رائے لیتے ہین اور اسپر عمل کرتے ہین پہر ان اماموں کا اور انکی اتباع کا

وسفیان الثوری - وابی ثور وداود
بن علی الظاہری ومحمد بن جریر الطبری
وابی بکر محمد بن خزیمة وتقی بن مخلد
القرطبی واسحق بن راھویہ ترکنا
التفصیل مخافة السامة والتطویل
ثم قال فکیف یصح دعوی ھذا الاجماع
ومعنی وجوب الصلاحیة فی المذھب
وجوب الثبات علی الطریقة الثابتة
عن النبی صلعم والصحابة والتابعین
ومن بعدھم من ایمة الدین والسلف
الصالحین [illegible] التقلید
بفتوی فقیہ واحد والتعصب له
علی صاحبه من غیر قیام دلیل
یوجب ذلك ومن یتعصب لواحد من
الایمة دون البواقی ویری ان قوله
ھو الصواب ویجب اتباعه ورد غیرہ
وان ظھرت قوته ونھضت حجته فھو
ضال جاھل بمنزلة من یتعصب
لواحد من الصحابة کالروافض والخوارج
والنواصب وغیرھم من اھل البدع والاھواء
وقال الرافعی وغیرہ لا واجب الا ما اوجبه الله

علامہ ہارون نے نام لیا ہے از انجملہ عبد اللہ
بن عباس اور سفیانؔ ابو ثور و محمد بن جریر
طبری و ابن خزیمہ و قرطبی و اسحاق بن
راہویہ ہہ نے ان لوگون کی تفصیل حال کو
خوف تطویل و ملالت ناظرین سے ترک
کر دیا ہے پھر علامہ ہارون نے کہا ہے
کہ ایسی حالت مین انکا دعوی اجماع کیونکر
صحیح ہے اور مذہب پر ثابت رہنے کے
معنی یہہ ہین جو آنحضرت و اصحاب و تابعین
اور انکے پیچھے آیمہ دین اور سلف صالحین
سے ثابت ہوا اسپر قایم رہے نہ یہ کہ کسی
ایک فقیہ کے فتوی سے مقید ہو رہے اور
اسکے لئے بلا دلیل تعصب کرے جو کوئی ایسا
تعصب کرے ایک امام کی پیروی مین کرے
اور اسی کے قول کو صواب اور اسکے اتباع
کو واجب جانے اگرچہ اسکے خلاف کی
قوت معلوم ہو وہ گمراہ اور جاہل ہے
جیسے وہ شخص جو کسی ایک صحابی کے اتباع
مین تعصب کرتا ہے جیسے روافض اور خوارج
اور نواصب کا حال ہے امام رافعی نے کہا ہے واجب
وہی ہے جو خدا اور رسول نے واجب کیا ہو۔

(حاشیہ: و داؤد ظاہری)

(حاشیہ: [illegible])

باقی آیندہ

ولم یوجب الله ورسوله علی احد من الناس
ان یتمذهب بمذهب رجل من الائمة
فیقلده فی دینه کل ما یأتی منه ویذر غیره
علی ان ابن حزم قال اجمعوا انه لا یحل لحاکم
ولا مفت تقلید رجل فلا یحکم ولا یفتی
الا بقوله انتهی - قال ابن امیر الحاج فی
شرح التحریر وقد انطوت القرون الفاضلة
علی عدم القول بذلک بل لا یصح للعامی
مذهب ولو تمذهب به لعدم تأهله
ولیس له نظر وبصیرة بالمذهب علی حسبه
ولا یعرف فتاوی امامه واقواله ودعواه
[illegible] حنفی او شافعی لقوله انا حنفیة او [illegible]
وکیف یصح له الانتساب بالدعوی المجردة
من الحجة والقول الفارغ من المعنی من
کل وجه هذا کلامه - وکیف یتخیل
صحة ذلک والکلمة الشایعة بین الامة
من قولهم اتفاقهم حجة قاطعة واختلافهم
رحمة واسعة تشهد علیه بخلافه وعکسه
بغیر مراده فانه لو جعل اتباع الواحد واجبا
وتقلیده لازما یکون تضییقا وای تضییق وفی
اتباع الناس للعلماء علی التوزیع لیس فیه شیء

اور خدا اور رسول نے کسی پر واجب نہین کیا
کہ اماموں مین سے کسی ایک کی تقلید کو
اختیار کرے - اوروں کے اقوال کو رد کرے
ابن حزم نے کہا ہی کہ اس پر اجماع ہے کہ کسی
حاکم اور مفتی کو ہر حکم و فتوی مین ایک ہی مجتہد
کی تقلید حلال نہین - ابن امیر حاج نے کہا ہے
کہ افضل زمانہ کے لوگ اسی پر گذرے ہین بلکہ
عامی کا کوئی مذہب (اختیار بھی کر لے تو)
صحیح نہین ہے - نہ اوسکو مذہب مین نظر و
بصیرت نہ امام کے اقوال و فتووں کی خبر
اسکا یہہ دعوی کہ مین حنفی ہوں یا شافعی
ایسا ہی [illegible] مجتہد یا حنفی ہونا صرف دعوے
سے کسی مذہب کیطرف منسوب ہونا کیونکر صحیح
ہو سکتا ہے - یہہ ابن امیر الحاج کا کلام
ہے اور عامی کے لئے ایک مذہب کا لازم
ہونا کیونکر صحیح خیال کیا جا سکتا ہے جس حالت
مین یہہ مشہور بات کہ اتفاق امت دلیل قطعی
اور اختلاف رحمت ہے، اِس کے خلاف پر شاہد
ہے کیونکہ اگر ایک امام کا اتباع واجب ہو تو
لوگوں کو تنگی ہوتی ہے اور کیسی کچھ تنگی
اور لوگوں کو علماء کی پیروی تقسیم کے ساتھ

من التخفيف والتوسيع وانما يحصل التوسع بجواز اتباع كل لكل في المسئلة الخلافية التي سوغ فيه الخلاف - قال ابو يزيد البسطامي اختلاف العلماء رحمة الا في تجريد التوحيد ذكره القشيري في رسالته - وقال الشيخ محي الدين رح في الفتوحات وبحمد الله جعل ذلك رحمة لنا لولا ان الفقهاء حجرت هذه الرحمة على العامة بالزام مذهب شخص لم يعينه الله ورسوله ولا دل عليه كتاب ولا سنة صحيحة ولا ضعيفة ومنعوا ان يطلب رخصة في مذهب عالم [illegible] وشددوا في ذلك ثم قال والذى وسعه الشرع لهذه الامة بتقريب حكم المجتهدين ضيقه عوام الفقهاء بربط الرجل بمذهب خاص لا يعدل عنه الى غيره والحجر عليه مالم يحجر الشرع واما الائمة مثل ابي حنيفة ومالك واحمد بن حنبل والشافعي رحمهم الله تعالى فحاشاهم عن ذلك ما فعل واحد منهم قط ولا نقل عنهم انهم قالوا لاحد اقتصر علينا وقلدنا فيما افتيناك به بل المنقول عنهم خلاف هذا - انتهى

کہ یہہ فلانے کا پیرو ہے اور یہ فلانے کا کچھہ تخفیف و سہولت نہین رکھتی - سہولت تو اسمین ہے کہ ہر کسیکو ہر کسی کی پیروی (اون مسایل مین جنمین اختلاف علماء جایز ہے) جایز ہو - ابو یزید بسطامی نے فرمایا ہے علماء کا اختلاف رحمت ہے (بجز مسئلہ توحید کو خالص کرنیکی) اسکو امام قشیری نے نقل کیا ہے - شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات مین کہا ہے خدا کا شکر ہے کہ یہ اختلاف علماء ہمارے لئے رحمت ہوا اگر اس رحمت کو فقہا ایک شخص کی پیروی (جسکو خدا نے مقرر نہین کیا) لازم ٹہراکر اور لوگون کو شرعی رخصتون کی پیروی [illegible] نہ کر دین - پہر فرمایا جس امر کو شرع نے فراخ کیا ہے فقہا نے اوسکو ایک مذہب کی قید اور اس روک لگا نیسے (جو شرع نے ان پر نہین لگائی) بند کر دیا ہے - اماموں ابو حنیفہ و مالک و احمد و شافعی نے یہہ کام ہرگز نہین کیا اون سے کہین منقول نہین ہے کہ اونہون نے کسیکو کہا ہو کہ ہمارے ہی قول کے پابند رہو اور نہ یہہ کہا ہے کہ ہر بات مین جو ہم فتوی دین ہماری تقلید کر لو اون سے تو اس کا خلاف منقول ہے ابن العربی نے کتاب تنبیہات مین کہا ہے جو ایک امام کے لئے

قال ابن العز فی التنبیہات علی مشکلات الہدایۃ من یتعصب لواحد معین غیر الرسول ویری ان قولہ ہو الصواب الذی یجب اتباعہ دون غیرہ فہو جاہل بل کافر+ یستتاب فان تاب والا قتل لجعلہ بمنزلۃ النبی المعصوم ہذا کلامہ وبالجملۃ لا یمکن ان یوجد دلیل یوجب علی احمد بن محمد اتباع ابی حنیفۃ رح وعلی احمد بن عمر اتباع الشافعی رح ثم العمل بمقتضی الادلۃ الشرعیۃ والتمسک بالاصول الاربعۃ والاخذ بہا لیس من الانتقال فی شیء [illegible] المذکورات فی کتب المتاخرین فی حق المتنقل من مذہب الی اخر صحیحۃ فمحلہا من ینتقل انتقالا کلیا من غیر برہان یدعوہ الیہ او اعتقاد رجحان یحملہ علیہ بل بمجرد التہاون وعدم المبالات او اتباع ہوی النفس وقصنیز الطبع کما قیل فی وجیہ الدین المعروف بابن الدہان النحوی انہ کان حنبلیا

تعصب کرے اور یہ سمجھے کہ اسیکا قول حق ہے اور اسیکا اتباع واجب ہے وہ جاہل ہے بلکہ کافر+ اس سے توبہ لیجاوے وہ توبہ نہ کرے تو قتل کیا جاوے کیونکہ اوس نے اس امام کو پیغمبر کی جگہہ ٹھہرایا ہے یہہ ابن العز کا کلام ہے حاصل بحث کا یہہ کہ ایسی دلیل کا جو احمد پر ابو حنیفہ کی پیروی کو واجب کرے اور محمود پر شافعی کی پیروی کو واجب کرے کہین وجود نہین ہے پھر یہہ بہی جاننا چاہئے کہ دلایل شرعیہ کتاب و سنت وغیرہ پر عمل کرنا انتقال مذہبی کے قسم سے نہین اور اگر ہم ان سختیون کو جو انتقال مذہبی پر فقہاء [illegible] جاتے ہین واجبی مان لین تو بھی انکا محل وہ لوگ ہین جو کسی مذہب کو بالکل بلا دلیل چھوڑ دین اور محض سستی اور بے پرواہی و ہوائی نفس سے یہہ کام کرین جیسا کہ ابن الدہان نحوی سے وقوع مین آیا ہے کہ وہ حنبلی تہا پہر شافعی مذہب کیطرف انتقال کیا پہر حنفی ہو گیا جب خلیفہ وقت نے اپنے

+ ابن العز کا یہہ حکم قتل و تکفیر تشدد ہے۔ ہمکو اس سے اتفاق نہین ہے ہمارے نزدیک ایسا تعصب کفر عملی و اجتہادی ہے نہ کفر اعتقادی و عنادی جو خروج ملت کا سبب ہوتا ہو جبتک قطعی قرائن سے ثابت نہ ہو کہ وہ متعصب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہین جانتا اپنے امام کو رسالت مین آنحضرت کا

انتقل الی مذهب الشافعی ثم تحول
حنفیاً حین طلب الخلیفة نحویاً یعلم
ولده النحو ثم ان تحول شافعیاً حین شغرت
وظیفة تدریس النحو بالنظامیة لما شرط
صاحبها ان لا ینزل فیها الا الشافعی -
الی ان سرد اسماء من انتقل من مذهب الی
مذهب من الائمة الکبار من غیر ذم احد
ولا انکار بنحو ما فصلناه فی الضمیمة الثالثة
من المجلد الاول من اشاعة السنة فلا نحب
الاعادة والتکرار - ثم قال -
فان قیل قد ذکرت ان الکتب الخمسة التی
هی اصول المذهب [illegible] المشهورة
وان المتون کالنصوص وما سواها کاخبار
الاحاد فکیف یکون الامر علی ما ذکرت
قلت تلك کلمة حق وانت تریدبها معنی
باطلا وذلك لان کون الکتب الخمسة کالاخبار
المتواترة او المشهورة فی کونها ثابتة عن محمد بن الحسن

بیٹے کی تعلیم کے لئے نحوی اوستاد چاہا پھر شافعی
ہوگیا جب مدرسہ نظامیہ مین نحوی مدرس کا عہدہ
خالی ہوا جسمین بانی مدرسہ کے یہہ شرط تھی کہ اسمین
بجز شافعی مدرس کے کوئی نہ رکھا جاویگا -
پھر علامہ مارد نے اون اماموں کو تفصیل بیان کیا
جنھون نے ایک مذہب سے دوسرے مذہب کے
طرف انتقال کیا اور انپر کسیکا انکار نہ ہوا - اس
تفصیل کے مطابق جسکا بیان ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ۳
جلد ۱ مین ہوچکا ہے -
اس کے بعد کہا اگر کوئی اعتراض کرے کہ علماء نے کہا ہے
کہ پانچ کتابین تصانیف امام محمد بن حسن جو اصول
مذہب حنفی کہلاتے ہین متواتر یا مشہور حدیثون
کی مانند ہین اور متن کتب فقہ آیات قرآنی کی مانند
ہین اور اسکے سوا اور روایات اخبار احاد کی مثل
ہین پھر تمنے کہا ہے کہ مسلمان کسی ایک امام
کا مقلد نہ ہورہے کچھہ اپنا اجتہاد بھی کرے کیونکر
صحیح ہو سکتا ہے تو اس کے جواب مین کہونگا کہ علماء کا

شریک سمجھتا ہے اور یہہ امر اس کلمہ گو (جو منافق نہ ہو) کی نسبت تجویز نہین کیا جا سکتا اور حکم
قتل تو کفر اعتقادی وعنادی پر بھی مطلقاً لگایا نہین جا سکتا جبتک کہ وہ شروط متحقق نہ ہون جو
کفر قتل کفار کے لئے شرع مین مقرر ہین جنکی تفصیل ہمارے رسالہ الاقتصاد فی مسائل الجہاد
مین ہے اور اس کا خلاصہ اشاعۃ السنہ نمبر (۶) جلد (۲) وغیرہ مذکور ہے -

رحمه الله بالتواتر والشهرة مثل الاخبار
الثابتة عن محمد رسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم كذلك لا في كونها حقا البتة
ثابتة في نفس الامر معصومة المراد محروسة
المفاد عن الكذب والخطاء والريب بحيث
يجب على كل احد وصل اليه الاخذ
به والعمل بمقتضيه كخبر الرسول الواجب
الاتباع اللازم الامتثال باوامره ونواهيه
وليس معنى كون المتون كالنصوص انها مثل
آيات الكتاب واحاديث الرسول في القوة
وكونها قطعية يقينية بحيث تجري مجريها
في وجوب التمسك بها على كل احد و
تضليل المعرض عنها والعادل عن مقتضيها
بل لما كان وضع المتون لجمع اقوال صاحب
المذهب حفظها دون غيرها فالمذكور
فيها بمنزلة صريح المعزى الى ابي حنيفة
مثلا بقوله قال ابو حنيفة رحمه الله -
ثم هذا الاعتماد انما هو على المتون التي
سنصف حالها فيما سيتلى عليك واما
المتون المحدثة في القرون المتاخرة فحالها
بمعزل عن ذلك لكون اصحابها غير ثقة مع

یہ قول تو حق ہے پر معترض نے اس سے غلط معنے
مراد لئے ہین ان پانچ کتابون کا متواتر یا مشہور
حدیثون کی مانند ہونا اس معنی کر ہے کہ وہ امام محمد
بن حسن سے بتواتر یا شہرت منقول ہین جیسے کہ احادیث
صحیحہ (متواترہ) آنحضرت سے بتواتر منقول ہین
نہ اس معنی کر کہ جو کچھہ ان کتابون مین ہے وہ
حق ہے اور نفس الامر مین ثابت ہے اور کذب و خطا
سے محفوظ ہے اور اسمین کسیکو شک کرنیکی مجال
نہین ہے اور ہر کسیکو انکا ماننا اور ان پر عمل کرنا
واجب ہی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث
پر عمل واجب ہے اور کتب فقہ کی متون آیات و
احادیث کی مثل ہونیکے یہ معنی نہین ہین کہ وہ
قوت ثبوت اور قطعیت صحت مین قران و حدیث
کی مثل ہین تاکہ ان پر عمل و تمسک ہر ایک پر واجب
ہو اور ان سے اعراض گمراہی ہو۔ بلکہ معنی اسکے
یہہ ہین کہ جو اقوال صاحب مذہب ان مین مذکور
ہین وہ صاف طور پر صاحب مذہب سے منقول
ہین چنانچہ متن بنانیسے یہی غرض ہوتی ہے
کہ اس مذہب کی بانی کے اقوال اسمین جمع کئے
جاوین ۔ ۔ ۔ پھر یہہ اعتماد علماء کا ان متون
پر ہے جنکو ہم آئندہ بیان کرین گے - رہے وہ متن

مایختلسون فیہا من اقوال الشروح والفتاو
وغیرہا۔
ثم ذکر بعض الامثلۃ لذالک وذکر اقوال
العلماء فی تقدیم العمل بالنصوص علی
الاٰراء ثم قال واما حال الکتب المصنفۃ
فی الفقہ والفتاوی وغیرہا فھو علی جملۃ
اتفقت کلمۃ المتقدمین والمتاخرین
علیہا وان اختلفت عباراتہم فیہا
اما الاولون فعباراتہم لا یصح عن وما
فی النوادر الی ابی حنیفۃ والی ابی یوسف
ومحمد رح الا اذا کان لہ سناد متصل او
وجد فی کتاب مشہور معروف تداولتہ
الایدی۔ واما الاٰخرون فقالوا لا یؤخذ
بقول کل کتاب وان ما فی المتون مقدم
علی ما فی الشروح وھو مقدم علی ما فی
الفتاوے وتفصیل المقام ان المسائل
الفرعیۃ فی مذہبنا علی مراتب الاولی
مسائل الاصول وھی ظاہر الروایۃ
وظاہر المذہب ھی التی اشتملت
علیہا تالیف محمد بن الحسن من الجامعین و
السیرین والزیادات والمبسوط وھذہ

جو پچھلے زمانوں میں بنائے گئے ہیں سو اس درجہ
اعتماد سے کمتر ہیں انکے مصنف ایسے ثقہ نہیں
پھر وہ ان متنوں میں شرحوں اور فتاووں وغیرہ
سے بھی اقوال لے لیتے ہیں اس کے بعد علامہ نے
ان کم اعتبار متنوں کے بعض مسائل کو بطور تمثیل
بیان کیا اسکے بعد کہا کتب فقہ وفتاوی کے حالات
پر متقدمین اور متاخرین علما کے کلمات کا اتفاق
ہے اگرچہ ان کے بیانات وعبارات مختلف ہیں
متقدمین تو یہ کہتے ہیں کہ جو کتب نوادر میں ہو اسکو
امام ابی حنیفہ اور ان کے شاگرد امام ابو یوسف
و امام محمد کیطرف منسوب کرنا صحیح نہیں ہے بجز
اس روایت کے جسکی سند متصل ہو یا وہ کسی
مشہور کتاب میں پائی گئی ہو۔ متاخرین نے یون
کہا ہے کہ ہر ایک کتاب کی روایت لائق قبول
نہیں ہے اور جو متنوں میں ہے وہ شرحوں سے
مقدم ہے"۔ اور جو شرحون میں ہے وہ فتاوون
سے مقدم ہے"۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ ہمارے
مذہب (حنفی) کے فروعی مسایل کے تین درجہ
ہیں۔ درجہ اول مسائل اصول مذہب اور اسکو
ظاہر الروایۃ اور ظاہر المذہب بھی کہتے ہیں یہہ
اصول مسائل وہ ہیں جو امام محمد کی کتابوں (جامع صغیر

المسائل التی اسندها محمد بن الحسن عن
ابی یوسف عن ابی حنیفه و صنف تلك
الكتب فی بغداد ثم تواترت عنه ای
اشتهرت برواية جمع كثیر وجم غفیر من
الصحابة قد بلغ عددهم مبلغاً لا یجوز
العقل تواطؤهم علی الكذب والخطأ
وهلم جرا الی ان وصل الینا۔
الثانیة مسائل النوادر وهی غیر ظاهر
الرواية لانها لم تظهر كما ظهرت الاولی
ولم ترو الا بطریق احاد بین صحیح وضعیف
كالرقیات والكیسانیات والجرجانیات
والهارونیات من [illegible]
عنه الاحاد ولم یبلغ حد التواتر والشهرة
عنه والرقیات صنفها حین نزل رقة
مع الرشید مقاضیاً علیها والكیسانیات
رونها عنه شعیب بن سلیمان الكیسانی
والجرجانیات رواها عنه علی بن صالح
الجرجانی من اصحابه وكتاب المنتقی للحاكم
مجموع كلامه فی غیر رواية الاصول
وفی حكمه ومن ذلك الامالی والجوامع
لابی یوسف رحمه الله وكتاب المجرد للحسن بن زیاد

وجامع کبیر دونو ہیں زیادات۔ ہبسوط) مین موجود ہین
یہہ وہ مسائل ہین جنکو امام محمد بسند امام ابو یوسف
امام ابو حنیفہ سے لائے ہین۔ ان کتابون کو امام
محمد نے بغداد مین تالیف کیا اور وہ اون سے
تواتر یا شہرت کے ساتھہ منقول ہوئین۔
درجہ دوم مسائل نوادر یعنی وہ مسائل جو
ظاہر الروایات نہین اور وہ ان سے بطریق
شہرت مروی نہین ہوے ایک دو صحیح
یا ضعیف اسنادسے مروی ہوئی ہین جیسے رقیات
رجنکو امام محمد نے زمانہ قیام مقام رقہ مین جب
وہ ہارون الرشید کے ساتھہ قاضی ہو کر وہان
گئے [illegible] تصنیف کیا تھا اور کیسانیات جنکو
امام محمد سے شعیب بن سلیمان کیسانی نے
نقل کیا ہے اور جرجانیات جنکو امام محمد سے
علی بن صالح جرجانی نے نقل کیا ہے اور حاکم
کی کتاب منتقی امام محمد کی اس کلام کا جو روایت
اصول کے سواے ہے مجموعہ ہے اور اسکے حکم
مین ۔ اور کتاب امالی وجوامع ابی یوسف بہی
اسی قسم سے ہین اور نوادر محمد بن سماعہ ۔
نوادر ابراہیم بن رستم ۔ نوادر ہشام بن
عبید اللہ وغیرہ بہی ازانجملہ ہے ۔

رحمه الله ومنها الروايات المتفرقة كنوادر
محمد بن سماعة ونوادر ابراهيم بن رستم
المروزي ونوادر هشام بن عبيد الله الرازي
وغيرهم - واما المختصرات التي صنفها
حذاق الائمة وكبار الفقهاء الاجلة
المعروفين بالعلم والزهد والفقاهة و
الثقة في الرواية كالامام ابي جعفر الطحاوي
وابي الحسن الكرخي والحاكم الشهيد المروزي
وابي الحسين القدوري ومن في هذه
الطبقة من علمائنا الكبار فهي موضوعة
لضبط اقوال اصحاب المذهب وجمع فتاويه المروية
عليه فمسائلها [illegible] بمسائل الاصول [illegible]
الروايات في صحتها وثقة رواتها وثبت طرقها
عند اصحابها بين متواترة ومشهورة او احاد
صحيحة الاسناد ونقلت عنهم وتلقتها
علماء المذهب بالقبول منهم والثالثة الفتاوى
وتسمى الواقعات وهي مسائل استنبطها
المتاخرون من اصحاب محمد وابي يوسف
وزفر والحسن بن زياد واصحابهم وهلم
جرا مثل كتاب النوازل لابي الليث السمرقندي
جمع فيه فتاوى مشائخه ومشائخ شيوخه

اور جن مختصر کتابون کو ماہر اماموں اور
اکابر فقہاؤن نے جو علم و زہد و فقاہت
و ثقہ ہونے سے معروف و مشہور ہین جیسے
امام طحاوی و امام کرخی و حاکم شہید
و قدوری وغیرہم جو ان کے طبقہ مین
ہین) تصنیف کیا انکے مسائل بہی اصول مسائل
اور ظاہر الروایۃ سے ملحق و مقبول ہین - درجہ
سوم فتاوی جنکو واقعات بہی کہتے ہین
یہہ وہ مسائل ہین جنکو امام محمد و امام ابویوسف
و زفر و حسن اور ان کے شاگردون سے
پچہلے علماؤن نے تالیف کیا جیسے کتاب النوازل
فقیہ ابو الليث سمرقندی کی جسمین اونہون
نے اپنے اوستادون اور استادون کے
اوستادون کے فتوون کو جمع کر دیا اور
مجموع النوازل احمد بن موسی کشی اور
واقعات ناطفی اور واقعات صدر
شہید -
پہر ان کے بعد ایسے فتاوے جمع ہوے
جو گڈمڈ ہیں - ان مین کچہہ امتیاز نہین -
جیسے فتاوے قاضی خان اور محیط برہانی
اور خلاصۃ الفتاوے اور سراجیہ وغیرہ -

کمحمد بن سماعة ومحمد بن مقاتل
الرازی وعلی بن موسی القمی ومحمد بن
سلمة وشداد بن حکیم ونصیر بن
یحیی البلخیین - ومجموع النوازل والحوادث
والواقعات لاحمد بن موسی بن عیسی
الکشی - والواقعات لابی العباس احمد
بن محمد الرازی الناطفی[علیہ] والواقعات
للصدر الشهید ثم جمع من بعدهم فتاوی
اولئک مختلطة غیر ممتازة کما فی فتاوی قاضیخان
فی فتاونه وصاحب المحیط البرهانی و
خلاصة الفتاوی والسراجیة وغیرها
نعم قد احسن الشیخ رضی الدین السرخسی
رحمه الله ونعم ما فعل فانه بدا فی کتابه
المحیط بمسائل الاصول ثم بمسائل النوادر
ثم الفتاوی فالاصول الستة فی مذهب
ابی حنیفة کالصحیحین فی الحدیث
والنوادر کالسنن الاربعة والمحیط الرضوی
کالمصابیح والمشکوة ومن ذلک اشتهر
ان المتون کالنصوص بالمعنی الذی مر بین
وانها متقدمة علی ما فی الشروح وما
فیها علی ما فی الفتاوی لان ما یورد فی الشروح

ہان شیخ رضی الدین نے محیط سرخسی مین
خوب کام کیا ہے کہ پہلے مسائل اصول
کو لائے ہین پہر مسائل نوادر کو پہر مسائل
فتاوے کو - اس بیان سے معلوم ہوا
کہ امام ابو حنیفہ کے مذہب مین امام محمد کی
چہہ کتابین ایسی ہین جیسی حدیث مین صحیحین
اور نوادر ایسی ہے جیسے سُنن اربعہ اور
محیط رضوی ایسی ہے جیسے مصابیح و مشکوۃ
اسی جگہہ سے اور اسی لئے مشہور ہوا ہے
کہ متون فقہ نصوص کتاب وسنت کی مانند
ہین اس معنی کر جو ہمنے بیان کئے ہین
(یعنی اون اماموں سے کتب متصل و متواتر
ثابت ہوئی ہین نہ نفس الامر مین صحیح
وخطا سے محفوظ ہوئی مین) اور یہہ بہی
مشہور ہے کہ جو متون مین ہے وہ مسائل
شروح سے مقدم ہے - اور جو شروح مین
ہے وہ مسائل فتاوے پر مقدم ہے
یہہ اسلئے کہ جو متون مین مسائل وارد کئے
جاتے ہین ان کو اصول سے انس ہونیکے
سبب کچہہ قوت ہو جاتی ہے - اور جو
مسائل فتاوون مین ہوتے ہین متاخرین

علیہ الناطفی - بالطاء لا بالظاء وبالفاء لا بالقاف (منہ)

من المسائل الاستيناس بما في المتون من الاصول
وكشف حالها غالبا فلما اعتضد بالاصول
ثم ما في الفتاوى فانه مختلط باراء المتاخرين
ودون تلك النوادر اذ هي في نفسها ليس
جميعها من اقوال صاحب المذهب وليس
لها اسناد يرفعها الى صاحب المقالة ولا
اصحابها في مثابة الاصحاب الثلاثة
وارباب العقول في المتانة من حيث
الزهد والورع والعدالة ولا من حيث
العلم والاتقان والفقاهة والحفظ
الثقة في الرواية بل انما جمعها اشخاص
من المتفقهين لم يعرف حالهم في الرواية
وحسن الدراية فلا يعمل بها ولا يقبل ما
فيها من متفرداتهم الا بشرط مساعدة
الادلة ومعاضدة القواعد الاصولية
واما الروايات الغريبة التي يتفرد
بنقلها احاد المصنفين من اهل القرون
المتاخرة فلا يعتبر بها ولا يعتمد عليها
ولا يعتد بصاحبها ولا سيما فيما خالف
الاصول وباين المعقول والمنقول وحالها
في حكم الفهارس والجامع المجهول له بالنسبة

کی راؤن سے گڈمڈ ہوتے ہیں۔ ان سے
اتر کر مسائل نوادر ہین۔ وہ بجائے خود سب
کے سب صاحب مذہب کے اقوال نہین ہوتے
اور نہ انکی کوئی سند ہوتی ہے جو صاحب
اقوال تک پہونچے اور نہ ان کے مصنف زہد
و عدالت و علم و فقاہت مین اصحاب متون
اور ان سے پہلے علماء کی مثل ہوتی ہین بلکہ
ان کے مصنف تو ایسے لوگ ہین جو خود بخود
فقیہ بن بیٹھتے ہین جنکی روایت و درایت
کا حال کچھ معلوم نہین ان کتابون پر عمل نکیا
جاویگا اور نہ انکی اکیلی روایات کو بدون
شہادت اصول قبول کیا جاویگا۔ اور
جن شاذ و نادر روایات کو پچھلی مصنفون
سے ایک آدہ نے روایت کیا ہے اسکا تو
کچھ بھی اعتبار نہین۔ اور نہ ان کے ناقل پر
اعتماد ہے۔ خصوصاً وہ روایات جو اصول
و معقول و منقول کے مخالف ہون پس
جب کوئی مسلمان حنفی لاچار ہو کر تقلید
کا محتاج ہو اور وہ اسمین حالت ضرورت
کو پہنچے تو وہ پہلی روایات اصول کو لے
پہر ان روایات کو جو مختصر متون متقدمین

الی المقاصد فہما اضطر المسلم الحنفی
الی التقلید وانتہی حالہ الی ہذہ الضرورۃ وفی
یاخذ بما فی الاصول ثم بما فی المتون
المختصرات کمختصر الطحاوی والکرخی
والحاکم الشہید والقدوری رحمہم اللہ
فانہا تصانیف معتبرۃ وتوالیف معتمدۃ
قد تداولہا العلماء وتنافس فیہا
الفقہاء واولعوا فیہا حفظا وروایۃ و
درسا وقرأۃ وتفقہا ودرایۃ وشرحا
وتعلیقا۔ ولیس المراد من المتون الا
مختصرات ہؤلاء من حذاق الائمۃ
والفقہاء الاجلۃ واما المختصرات التی
جمعہا المتاخرون کالوقایۃ والکنز و
النقایۃ وغیرہا فان اصحابہا وان کانوا
علماء صالحین فضلاء کاملین لیسوا
بہذہ المثابۃ من الثقۃ والفقاہۃ
مع خلو کلامہم عن الحجۃ والاسناد
وعدم سلامتہ عن نوع تغییر وخلط
وتصرف فی التعبیر فلا یعتمد علیہا
ہذا الاعتماد وانما یعمل بما فیہا
من الضروریات والمشہورات وما

(جیسے مختصر طحاوی وکرخی وغیرہ جنکو علماء نے
قبول کر لیا ہے) × × × × ہین ہون
متون سے ان ہی اماموں کے مختصرات مراد ہین
اور جن متنون کو پچھلے علماء نے جمع کیا ہے
جیسے وقایہ وکنز الدقائق اور نقایہ وغیرہ انکے
مصنف بھی اگرچہ عالم فاضل نیکبخت ہین مگر
ثقہ اور فقیہہ ہونے مین پہلے متنون والون کے
برابر نہین ہین اور باوجود اس کے انکا کلام
دلیل واسناد سے خالی ہے اور وہ تبدیل و
گڈمڈ ہونے سے بھی خالی نہین ہین لہذا
اُن پر اس قسم کا اعتماد نہین ہے۔ ان متنون
مین سے اُن مسئلون پر عمل کیا جائیگا جو مشہور
ہون اور مذہب سے بالبداہتہ ثابت ہوئے ہون اُن مسئلون
کے قبول کرنے مین اُنکی شہرت اور بالبداہتہ
ثابت ہونے پر اعتماد ہے نہ اُن کتابون کے
مصنفون کے نقل پر۔ جب ان متنون کا
یہہ حال ہے تو اُن متنون کا کیا حال جو اُن سے
بھی پیچھے والون لوگون کے جمع کیے ہین جیسے
کتاب غرر۔ اور ملتقی اور تنویر اور در مختار
بلکہ سچ پوچھو تو کنز اور وقایہ وغیرہ بھی ایسی
ہی ہین کیونکہ یہہ متاخرین کے راوٗن سے پر ہین

قد صح فی المذهب اعتمادا علی الشهرة او
ظهور الصحة او ابتناء علی اعتضاد الاصول
وتطابق الادلة لا لانه اورده واحد من
اصحاب هذه الکتب فضلا عن المختصرات
التی دونها من دونهم فان کتاب
الغرر والملتقی والتنویر بل الوقایة والکنز
وامثالها مشحونة بآراء المتاخرین
ثم بین اقسام المجتهدین وانواع الاجتهاد
واجاب عما قالوا ان الاجتهاد قد انقسم وختم
فلا یقدر علی قسم منه احد من العباد ثم اعلم ان المجتهد
منهم بان احدهما المجتهد المطلق وهو
صاحب الملکة الکاملة فی الفقه والنباهة
وشرائط الصنعة والتمکن من الاستنباط
المستقل به من ادلة کابی حنیفة وابی یوسف
ومحمد وزفر ومالک والشافعی واحمد
والثوری والاوزاعی - وثانیهما المجتهد
فی مذهب امام قالوا وهو الذی یتحقق اصول
امامه وادلته ویتخذ نصوصه اصولا
یستنبط منها الفروع وینزل علیها الاحکام
نحو ما یفعل بنصوص الشرع فیما لم یقدر علی
الاستنباط من الادلة وهذه الطائفة وان لم

اس کے بعد علامہ نے اقسام مجتہدین اور
انواع اجتہاد کو بیان کیا اور لوگوں
کے اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ اجتہاد
کے تو اقسام مقرر ہیں جو ختم ہو چکی ہیں
انمیں سے کسی قسم پہ اب کوئی قادر نہیں
ہے چنانچہ فرمایا تو جان لے کہ مجتہد
دو قسم ہیں۔

قسم اول مجتہد مطلق۔ یہ وہ ہے جو فقہ اور
استنباط کی قدرت کاملہ کا ملکہ رکھتا ہو
جیسے امام ابو حنیفہ وابی یوسف ومحمد وزفر
وشافعی واحمد وثوری واوزاعی وغیرہ
دوم مجتہد فی المذہب علماء نے کہا ہے یہ
وہ ہے جو اپنے امام کے اصول ودلایل
کو تحقیق کر چکا ہو اور امام کے اقوال کو
استنباط مسائل کے لئے اصول بنا کر اس سے
احکام نکالتا ہو ایسے لوگ اگرچہ رتبہ اجتہاد
مطلق کو نہیں پہنچے اور وہ قسم اول کی راے
سے قاصر وکمتر ہیں پر وہ محض مقلد بھی نہیں
ہیں بلکہ وہ اہل نظر واستدلال ہیں اصول
وفقہ میں نظر رکھتے ہیں اور علم اور سمجھ دار ہونے
میں عالی محل۔ اور جرح وتعدیل اور صحیح وضعیف

يبلغوا رتبة الاجتهاد المطلق وتقاصروا
فى الفقه عن شأو اولئك لكنهم ليسوا
بمقلدين بل هم اصحاب النظر والاستدلال
والبصارة فى الاصول والخبرة التامة بالفقه
ولهم محل رفيع فى العلم وفقاهة النفس ونباهة
الفكر وقدرة وافية فى الجرح والتعديل و
التمييز بين الصحيح والضعيف وقدم عال فى
الحفظ للمذهب والنضال عنه والذب وتحكيم
المسئلة وبسط الادلة وتقرير الحجة وتزييف
الشبهة وكانوا يفتون ويخرجون ثم من بعدهم
طوائف متفاوتة فى العلم بين ثقة وضعيف
فى الرواية وكامل وقاصر فى الفقه والدراية
وقد جعل احمد بن سليمان الرومى المعروف
بابن الكمال احد الفضلاء المشاهير فى
الدولة العثمانية فقهاء الاصحاب على
ست طبقات الطبقة الاولى المجتهدون
فى الشرع كالائمة الاربعة ومن حذا
حذوهم فى تاسيس قواعد الاصول و
استنباط احكام الفروع عن الادلة الاربعة
من غير تقليد لاحد فى الفروع ولا فى
الاصول والثانية المجتهدون فى المذهب

کی تمیز مین کافی قدرت اور اپنے مذہب کے
محافظت اور اعتراضات مخالفین کی مدافعت
مین ثابت قدم ۔ ان کے بعد اور لوگ ہین
جو ثقہ اور ضعیف ہونے مین علم وفقہ و
سمجھہ مین کامل و ناقص ہونے مین باہم متفاوت
ہوتے ہین ۔

احمد بن سلیمان رومی مشہور
بابن الکمال نے جو ریاست **عثمانیہ**
کا ایک مشہور فاضل تھا فقہاء حنفی مذہب
کے چھہ طبقے مقرر کئے ہین (جنکا ساتوان
طبقہ مقلدین محض کا ہے) طبقہ اولی مجتہدین
فی الشرع کا جیسے ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ
شافعی مالک احمد رحمہم اللہ) اور جو قواعد
بنائے اور بلا تقلید احدے مسائل استنباط
کرتے ہین اِن کے ہم رتبہ ہین ۔

طبقہ دوم مجتہدین فی المذہب کا جیسے
امام ابوحنیفہ کے تینون شاگرد (امام
ابویوسف و محمد و زفر) اور جو ان کی
چال پر ہین ۔ جو امام ابوحنیفہ کی مقرری
قواعد پر احکام مستنبط کرتے ہین اور
ان قواعد مین وہ امام ابوحنیفہ کے مقلد

كاصحاب ابي حنيفة الثلاثة ومن سلك
مسلكهم في استخراج الاحكام على القواعد التي
قررها شيخهم واستاذهم فهم وان خالفوه
في بعض الاحكام لكنهم يقلدونه في قواعد
الاصول وبه يمتازون عن المخالفين له في
الاصول والفروع الثالثة المجتهدون في
المسائل كالخصاف والطحاوي والكرخي و
شمس الائمة الحلواني وشمس الائمة السرخسي
وفخر الاسلام البزدوي وفخر الدين قاضي خان
وامثالهم الذي لا يقدرون على المخالفة لا
في الاصول ولا في الفروع وانما يستنبطون
الاحكام فيما لا نص فيها عن المجتهد في الفروع
على حسب اصول قررها ومقتضى قواعد بسطها
والرابعة المقلدون الذين لا يقدرون
على الاجتهاد اصلا ولكنهم لاحاطتهم
بالاصول وضبطهم للماخذ يقدرون على تفصيل
قول مجمل ذي وجهين وحكم محتمل لامرين
منقول عن احد المجتهدين وهم اصحاب التخريج
كالرازي واضرابه والخامسة اصحاب
الترجيح كابي الحسين القدوري وصاحب
الهداية وشانهم تفضيل بعض الروايات

ہین از خود قواعد نہین بناتے اور
اسی سبب سے وہ امام شافعی وغیرہ سے
(جو امام ابو حنیفہ کے اصول مین مخالف ہین)
امتیاز رکھتے ہین۔ **طبقہ سوم** مجتہدین فی
المسائل کا جیسے خصاف وطحاوی وکرخی
وشمس الائمہ حلوانی وشمس الائمہ سرخسی وفخر الاسلام
بزدوی وقاضی خان اور ان کے مثال
واقران ہین جو نہ امام ابو حنیفہ کے اصول کے
مخالفت کر سکتے ہین نہ اون کے فروعی مسائل
سے۔ صرف امام صاحب کے قواعد واصول
سے نئے مسائل جو امام صاحب نے نہین فرمائے
استنباط کرتے ہین۔ **طبقہ چہارم**
مقلدین مخرجین کا جو کسی قسم کے اجتہاد
پر قادر نہین پر اصول اور اقوال امام
کے محل استنباط سے واقفیت کے سبب
امام کی دو رخی بات کی تفصیل کر سکتے ہین
اور اس کے دونون احتمالون سے ایک احتمال
متعین کر سکتے ہین انکو اہل تخریج کہا جاتا ہے
جیسے امام ابو بکر رازی اور اسکے امثال ہین
طبقہ پنجم مقلدین مرجحین کا جیسے امام ابی الحسین
قدوری اور صاحب ہدایہ انکا کام صرف بعض

على بعض بقولهم هذا اصح رواية وهذا
اوفق للقياس وارفق بالناس —
والسادسة المقلدون القادرون على
التمييز بين الاقوى والقوى والضعيف
ظاهر المذهب وظاهر الرواية وغيرها
كصاحب الكنز والمختار والوقاية
والمجمع وغيرهم — والسابعة المقلدون
الذين لا يقدرون على ما ذكروا
ولا يفرقون بين الغث والسمين ولا
يميزون الشمال عن اليمين بل يجمعون
ما يجدون كحاطب الليل فالويل
لهم ولمن [illegible] كل الويل [illegible]
ما ذكره وقد اورده التميمي في طبقاته
بعروفه ثم قال وهو تقسيم حسن جدا
واقول بل هو بعيد عن الصحة بمراحل
فضلا عن حسنه جدا فانه تحكمات
باردة وخيالات فارغة وكلمات
لا روح لها والفاظ غير محصلة لمعنى
ولا سلف له في ذلك المدعى ولا سبيل له
الى ذلك الدعوى وان تابعه من جاء
من عقبه من غير دليل يتمسك به وحجة

روایات کو بعض پر ترجیح دینا اور یہہ بیان
کرنا ہے کہ یہہ روایت اصح ہے اور یہہ
قیاس کے مطابق اور یہہ روایت لوگون
کے حق مین اوفق و سہل — **طبقہ ششم**
مقلدین تمییز ین کا جو اقوی و قوی و ضعیف
مین اور ظاہر الروایت و ظاہر المذہب وغیرہ
مین تمییز کرنے پر قادر ہین جیسے صاحب کنز
و مختار و وقایہ و مجمع وغیرہ ہین — **ہفتم**
مقلدین محض کا — یہہ وہ لوگ ہین جو
اس تمییز قوی و ضعیف پر بھی قادر نہین
نہ دبلہ کو فربہ سے تمیز کر سکتے ہین اور نہ داہنے
کو بائین سے [illegible] مین رات کو
ایندہن لانے والے کی طرح جو کچھہ پاتے ہین
جمع کر دیتے ہین — ان کے لئے خرابی ہے اور
جو ان کے تقلید کرے اُن کے لئے بھی خرابی
یہہ ابن کمال باشا کا کلام ہے اسکو تمیمی
اپنی طبقات مین حرف بحرف لایا ہے — یہہ کہا
ہے کہ یہہ تقسیم نہایت عمدہ ہے — مین اعتبارا طور
کہتا ہون وہ عمدہ کیا ہو گی وہ تو صحت سے کوسون
دور ہے وہ تو دہینگا دہینگی کے کلمات اور بے معنی
خیالات ہین اسمین ابن الکمال کا کوئی مقتدا نہین ہے

تلجیه الیه ومهما ساعدناهم فی کون
الفقهاء والمتفقهة علی هذه المراتب
السبعة وهو غیر مسلم لهم فلا یتخلص
من فحش الغلط والوقوع فی الخطاء المفرط
فی تعیین رجال الطبقات وترتیبهم
علی هذه الدرجات فلیت شعری ما معنی
قوله ابی یوسف ومحمد وزفر وان
خالفوا ابا حنیفة فی بعض الاحکام لکنهم
یقلدونه فی قواعد الاصول ما الذی
یرید من الاصول فان اراد منه الاحکام
الاجمالیة التی یبحث عنها فی کتب اصول
الفقه فهی قواعد عقلیة وضوابط
برهانیة یعرفها المرء من حیث انه
ذو عقل وصاحب فکر ونظر سواء
کان مجتهدا او غیر مجتهد ولا تعلق لها
بالاجتهاد فقط وشان الائمة الثلاثة
ارفع واجل من ان لا یعرفوها کما هو اللازم
من تقلید غیرهم فیها فحاشاهم ثم
حاشاهم عن هذه النقیصة وحالهم فی
الفقه ان لم یکن ارفع من مالک والشافعی
وامثالهما فلیسوا بدونها وقد اشتهر فی افواه الموافق

اگرچہ اسکے پیچھے جو آیا سو اسکا بلا دلیل مقلد ہوا
اگر ہم فقہا کا ان مراتب ہفتگانہ مین منقسم ہونا
مان بھی لین (جو ماننے کے لائق نہین ہے)
تو بھی جو اِن کے بیان احوال اشخاص اور انکی
ترتیب درجات مین فاحش غلطیان ہین انسے
خلاصی ممکن نہین - کاش مجھے اسکا علم ہو کہ انکی
اس قول سے (کہ ابو یوسف و محمد و زفر اگرچہ امام
ابو حنیفہ کے بعض احکام فرعیہ کے مخالف کرتے
ہین پر وہ اصول مین انہی کے مقلد ہین) کیا
معنی ہین ؟ اصول سے انکی کیا مراد ہے ؟
اگر اِن سے وہ احکام اجمالی جنسی (کتب اصول
ان کتب میں بحث ہوتی ہے) مراد ہین تو یہ عقلی قواعد
ہین جنکو ہر صاحب عقل و فکر (مجتہد ہو خواہ نہو)
جانتا ہے انکو اجتہاد سے خصوصیت و تعلق
نہین ہے - اور آئمہ ثلاثہ (ابو یوسف و محمد و زفر)
کا رتبہ اس سے بلند تر ہے کہ وہ ان قواعد عقلیہ
کو خود نہ جانتے ہون (جیسا کہ ان کو ان قواعد
مین مقلد ٹھہرانے سے نکلتا ہے) یہ لوگ اجتہاد
مین امام مالک و شافعی سے زیادہ نہین تو کم
بھی نہین ہین - موافق و مخالف مین زبان زد
ہو رہا ہے اور مشہور مثالون کیطرح بولا جاتا ہے

ضمیمۂ اشاعۃ السنہ

والمخالف وجرى مجرى الامثال قولهم
ابو حنيفة ابو يوسف بمعنى ان البالغ الى
الدرجة القصوى في الفقاهة هو ابو يوسف
ليس الا وقولهم ابو يوسف ابو حنيفة
بمعنى ان ابا يوسف بلغ الدرجة القصوى
من الفقاهة ولم يقصر عنها والقصر
على كلا التقديرين اضافي وقال
الخطيب البغدادي قال طلحة بن محمد
بن جعفر ابو يوسف مشهور الامر
ظاهر الفضل وافقه اهل عصره ولم
يتقدمه احد في زمانه وكان على النهاية
في العلم والحكم والرياسة والقدر
وهو اول من وضع الكتب في اصول الفقه
على مذهب ابي حنيفة واملى المسائل
ونشرها وبث علم ابي حنيفة في اقطار
الارض وقال محمد بن الحسن مرض ابو يوسف
وخيف عليه فعاده ابو حنيفة فلما خرج
من عنده قال ان يمت هذا الفتى فانه
اعلم من على الارض وكذلك محمد بن
الحسن قد بالغ الشافعي في مدحه
والثناء عليه وقال الربيع بن سليمان

کہ امام ابو حنیفہ ابو یوسف ہی ہے جسکے معنی یہہ ہین
کہ اعلیٰ درجہ فقاہت تک پہنچنے والا ابو یوسف
ہی ہے اور جو انہون نے کہا کہ ابو یوسف
ابو حنیفہ ہے اِس کے بھی یہی معنے ہین کہ
ابو یوسف فقاہت مین درجہ ابو حنیفہ تک
پہنچ گیا ہے اُس سے کم نہین -

خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ
طلحہ بن محمد نے فرمایا ہے کہ ابو یوسف مشہور
الحال اور ظاہر بزرگی والا اپنے زمانہ کے
لوگون سے بڑہکر فقیہ اِن کے ہم زمانہ سے
کوئی ان سے نہین بڑہا - علم و حکمت و ریاست
اور قدر مین اعلیٰ کو پہنچ چکے ہین - وہی
ہین جنہون نے پہلے پہلے ابو حنیفہ کے مذہب
پر اصول فقہ مین کتابین تالیف کین - اور
مسائل کو قلمبند کیا اور امام ابو حنیفہ کے
علم کو اطراف زمین مین پہیلایا - **امام محمد**
بن حسن نے کہا ہے کہ جب امام ابو یوسف
خوفناک بیماری مین مبتلا ہوئے تو امام ابو حنیفہ
ان کی عیادت کو آئے جب وہان سے نکلے
تو بولے یہہ جوان فوت ہوا تو اپنے زمین کے
سب لوگون سے بڑہکر عالم فوت ہو گا - ایسا ہی

كتب اليه الشافعي وقد طلب منه
كتباً فاخرة فكتب اليه (شعر)
قل للذي لم ير عيني من رآه مثله
ومن كان رآه قد رأى من قبله
العلم ينهى اهله ان يمنعوه اهله
لعله يبذله لاهله لعله
فانفذ اليه الكتب وقال ابراهيم
الحربي قلت لاحمد بن حنبل من اين لك
هذه المسائل الدقيقة قال من كتب
محمد بن الحسن وقال الحسن بن
ابي مالك لم يكن ابي يوسف يدقق
هذا التدقيق الشديد وقال عيسى
بن ابان هو افقه من ابي يوسف وقد
ذكر القاضي عبد الرحمن بن خلدون
المالكي في مقدمته ان الشافعي رحل
الى العراق ولقي اصحاب الامام ابي حنيفة
واخذ عنهم ومزج طريقة اهل الحجاز
بطريقة اهل العراق واختص بمذهب
وكذلك احمد بن حنبل اخذ عن اصحاب
ابي حنيفة مع وفور بضاعته في الحديث
فاختص بمذهب انتهى –

امام محمد بن حسن کا حال ہے امام شافعی
نے انکی مدح مین بہت مبالغہ کیا ہے۔
ربیع بن سلیمان نے نقل کیا ہے کہ امام محمد
سے امام شافعی نے کتابین طلب کین تو
اونہون نے کچھ دیر کی جب امام شافعی نے
انکیطرف چند اشعار لکہکر بہیجدیئے۔ جنکا ماحصل
یہہ ہے کہ جس شخص کے مثل مینے کوئی نہین دیکہا اور
جس نے اسکو دیکہا اس نے گویا پہلونکو دیکہا
انسے کہدو کہ اہل علم سے علم کو نہ روکین شاید
وہ اسکو اہل علم مین پہیلادین۔ تب امام محمد
نے کتابین بہیجدین۔ ابراہیم حربی نے کہا ہے
کہ مین نے امام احمد بن حنبل سے پوچہا یہہ باریک مسایل
اپکو کہانسے حاصل ہوئے اونہون نے کہا امام محمد
کی کتابون سے۔ حسن بن ابی مالک نے کہا امام
یوسف ایسے باریک مسائل نہ نکالتے جیسے
کہ امام محمد۔ **عیسی بن ابان** نے کہا ہے کہ امام
محمد امام ابو یوسف سے بڑہکر فقیہ تھے۔ **قاضی
عبد الرحمن** بن خلدون مالکی نے مقدمہ مین
کہا ہے کہ امام شافعی ملک عراق مین گئے
اور امام ابو حنیفہ کے شاگردون سے ملے اور
اون سے استفادہ کیا اور اپنا طریق اجتہاد طریق

(الآمن ی) انہ لما ادعی بعض الشافعیۃ
ترجیح القول بمفہوم الصفۃ علی القول
بنفیہ لیکون الشافعی قائلا بہ
مع سلامۃ طبعہ واستقامۃ فہمہ
وغزارۃ علمہ وصحۃ النقل عنہ
لکثرۃ اتباعہ ردہ ابن الہمام و
آخرون بان ہذہ الکمالات کلہا
متحققۃ فی محمد بن الحسن مع تقدم
زمانہ وعلو شانہ وہو قائل
بنفیہ - واما زفر فقد قال فیہ ابو حنیفہ
رحمہ اللہ ہذا امام من ائمۃ المسلمین
وانہ اقیس اصحابی -
وقال المزنی ہو احدہم قیاسا
وکفی بذلک شہادۃ لہ ولکل واحد
منہم اصول مختصۃ بہ تفردوا بہا
عن ابی حنیفۃ وخالفوہ فیہا ومن ذلک
ان الاصل فی تخفیف النجاسۃ تعارض
الادلۃ عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ و
اختلاف الائمۃ عندہما بل قال
الغزالی انہما خالفا ابا حنیفۃ فی ثلثی
مذہبہ ونقل النووی فی کتابہ

اہل حجاز سے ملا کر ایک خاص مذہب بنا لیا
ایسا ہی احمد بن حنبل نے باوجود وفور علم
حدیث امام ابو حنیفہ کی شاگردون سے
استفادہ کیا - ایسا ہی امام زفر کے فضایل
فقہ واجتہاد علامہ ہارون نے علماء مذہب سے
نقل کئے پہر فرمایا اِن تینون امامون سے ہر ایک
امام کے خاص خاص ایسے اصول ہین جنکی
سبب وہ امام ابو حنیفہ سے علیحدہ اور مخالف ہو گئے
ہین از انجملہ یہہ اصل کہ نجاست کا خفیف سمجہنا
کس وجہ سے ہوتا ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک
ایک چیز کے پاک وناپاک ہونے مین دلایل
کا تعارض واختلاف نجاست کو خفیف کرتا ہے
صاحبین کے نزدیک اِس چیز کی پاکی وناپاکی میں
ائمہ کا اختلاف اسکو نجس خفیف بناتا ہے
بلکہ امام **غزالی** نے تو یہہ کہدیا ہے کہ
امام ابو حنیفہ کے شاگرد دو تہائی مذہب مین
اُن کے مخالف ہین - امام نووی نے کتاب
تہذیب الاسماء واللغات مین امام ابی المعالی
جوینی سے نقل کیا ہے کہ جو کچہہ مزنی شاگرد
امام شافعی کہی سکو تو مین مذہب امام شافعی
کے تخریج (یعنی اُس سے نکالی ہوئی بات

اس عبارت کا ترجمہ کاتب سے چھوٹ گیا ہے +

اس عبارت کا ترجمہ کاتب سے بھی چھوٹ گیا ہے

تہذیب الاسماء واللغات عن ابی المعالی الجوینی ان کل ما اختارہ المزنی اری انہ تخریج ملتحق بالمذہب فانہ یخالف اقوال الشافعی لا کابی یوسف ومحمد فانہما یخالفان اصول صاحبہما واحمد بن حنبل لم یذکرہ الامام ابو جعفر الطبری فی عداد الفقہاء وقال انما ہو من حفاظ الحدیث وذالک مشہور وقال ابن الخلدون واما احمد بن حنبل فمقلدہ قلیل لبعد مذہبہ عن الاجتہاد وقال ان الحنفیۃ اہل بحث والنظر واما المالکیۃ فلیسوا باہل النظر ای فکیف یکون ہو من المجتہدین فی الشرع دون ابی یوسف ومحمد وزفر رحمہم اللہ من ضراغم غابات الفقہ ولیوث غیاض النظر غیر انہم لحسن تعظیمہم لاستاذہ وفرط اجلالہم لمحلہ ورعایتہم لحقہ تشمروا واعلی تنویہ شانہ وغلوا فی انتصارہ والاحتجاج لاقوالہ ودرایتہا للناس ونقلہا الیہم ودہم

سمجہتا ہون کیونکہ مزنی امام شافعی کا صرف اقوال مین نہ اصول مین مخالف ہی اور جو امام ابو یوسف و محمد کہین اسکو امام ابو حنیفہ کے مذہب کی تخریج نہین سمجہتا ہون اسلیے کہ وہ دونون امام ابو حنیفہ کے اصول مذہب سے مخالف ہین۔ امام احمد بن حنبل کو تو امام ابو جعفر طبری فقہاء کے شمار ہی مین نہین لائے اور صاف فرما گئے ہین کہ وہ حفاظ حدیث سے ہین۔ ابن خلدون نے کہا ہے کہ امام احمد بن حنبل کے مقلد کم ہین کیونکہ انکا مذہب اجتہاد سے دور ہے مالکیہ بہی اہل نظر واجتہاد نہین ہان حنفیہ اہل بحث و نظر ہین۔ جب امام ابو حنیفہ کا شاگردون کا بمقابلہ امام احمد بن حنبل کے یہ حال ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ امام احمد بن حنبل جو صرف اہلحدیث ہین شرع مین مجتہد ہون اور امام ابو یوسف و محمد و زفر جو فقہ کے جنگلون کے شیر ہین مجتہد فی الشرع نہون صرف امام ابو حنیفہ کے مذہب ہی مین مجتہد ہون۔ ہان اس قدر فرق ہے کہ امام ابو یوسف[+]

[+] اس مقام مین امام ابو یوسف و محمد کے فضائل مین علامہ ہارون حنفی نے بہت مبالغہ کیا (جیسا کہ

الیها والافتاء عند وقوع الحوادث
بها وتخرج والتحقیق فی فروعها واصولها
وتعیین ابوابها وفصولها وتمهید
قواعد محکمة ومقاییس متقنة یستفاد
بها الاحکام واستنباط قوانین صحیحة
وطرایق قویمة یتعرف بها المعانی
فی تضاعیف الکلام واجب واذلك
فی تصحیح مذهبه وبیانه لمن یتمسك
به لاعتقادهم انه اعلم واورع
واحق للاقتداء به والاخذ بقوله
واوثق للمفتی وارفق للمستفتی علی
ما قال مسعر بن کدام من جعل ابا حنیفة
بینه وبین الله تعالی رجوت ان
لا یخاف علیه ولم یکن فرط علی
نفسه فی الاحتیاط انتهی - ومقامه
فی الفقه بمقام لا یلحق شهد له

و محمد اپنے اوستاذ ابو حنیفہ کی تعظیم و بزرگی
کی لحاظ سے امام ابو حنیفہ کی شان بلند کرنی
مین مصروف رہی ہین اور آنکی مدد مین اور
اون کے اقوال کو مدلل کرنے مین اور ان
کو لوگون مین پہیلانے اور روایت کرنے
اور آن کے اقوال کے موافق فتوی دینے
اور ان کے فروع و اصول کے تحقیق کرنے
اور ان کے لئے باب اور فصلین مقرر کرنی
اور آن سے استنباط احکام کے لئے قواعد
بنانے مین متوغل و مشتغل رہے ہین اس
خیال سے کہ وہ بہ نسبت ان کے زیادہ عالم
اور پرہیزگار اور اقتداء و متابعت کے لائق
تہے اور ان کے اقوال مفتی و مستفتی کے
لئے زیادہ بہروسہ کے لائق - چنانچہ مسعر
بن کدام نے کہا ہے کہ جو شخص امام ابو حنیفہ
کو متابعت حکم الہی کا ذریعہ کریگا مین امید

اکثر متقلدین اپنے ائمہ کی تعریف مین کرتے ہین) کہ انکو امام شافعی و امام احمد سے بہی
ترجیح دی ہے ولیکن ہمکو اس مقام مین اس سے بحث نہین اس مقام مین اس تفصیل بیان
سے ہمارا مقصود صرف اس قدر ہے کہ جس حالت مین حنفیون مین امام ابو یوسف اور امام
محمد کو امام شافعی و احمد سے ٹہیکر فقیہ و مجتہد سمجہا جاتا ہے تو پہر انکو صرف مجتہد فی المذہب کیون
مانا جاتا ہی اور اون سے کم رتبہ امام شافعی و احمد کو مجتہد فی الشرع - یہ علماء حنفیہ کی جو ان طبقات کو [illegible] آئی ہین کم از کم بہی

مذ لك اهل جلدته وخصوصًا
مالك والشافعي ـ ومن ذلك
الوجه امتازوا عن المخالفين كالائمة
الثلاثة والاوزاعي وسفيان
وامثالهم لانهم لم يبلغوا رتبة
الاجتهاد المطلق في الشرع ولو انهم
اولعوا بنشر آرائهم بين الخلق وبثها
في الناس والاحتجاج لها بالنص والقياس
لكان كل ذلك مذهبًا منفردًا
عن مذهب الامام ابي حنيفة مخالفاله
هذا وان اراد منه الادلة الاربعة
واصول الشريعة من الكتاب والسنة
والاجماع والقياس في الاخذ عنها
والاستنباط منها فلا سبيل له الى ذلك
لان الشريعة مستند كل الائمة و
ملجاؤهم في اخذ الاحكام فلا تتصور
مخالفة غيره له فيها فان قيل لعل مراده
انهم يقلدون ابا حنيفة في كون قول
الصحابي والمراسيل حجة دون الاستحسان
والمصالح المرسلة وامثال ذلك ـ
قلت هذا ليس من التقليد في شيء

کرتا ہوں کہ اُسکو کچھہ ڈر نہ ہوگا ـ کیونکہ امام
ابو حنیفہ نے اجتہاد مین قصور نہین کیا
اور انکو اسمین وہ رتبہ تہا جو کسیکو حاصل
نہین ہوا چنانچہ ان کے ہم جنسون خصوصًا
امام شافعی و مالک نے شہادت دی ہے
اسی امر مین وہ امام ابو حنیفہ کے مخالفین
امام مالک واحمد و شافعی و اوزاعی و
سفیان وغیرہ سے ممتاز ہین نہ اس
امر مین کہ وہ ان کے مثل شرع مین مجتہد
مطلق نہین ہین اور اگر وہ لوگ اپنے
راؤن پھیلانے اور مشہور کرنیکی حرص کرتے
اور ان اقوال پر نص و قیاس سے دلایل
بیان کرتے تو ان کے مذاہب بہی امام
ابو حنیفہ کے مذہب سے جدا گانہ اور اسکے مخالف
مذاہب قرار پاتے ـ اور اگر ان کی مراد آن
اصول سے جسمین وہ امام ابو یوسف و محمد
کو امام ابو حنیفہ کا مقلد کہتے ہین ادلہ اربعہ
شرعیہ (کتاب و سنت و اجماع و قیاس) ہین
اور یہہ مراد ہے کہ ان دلایل سے احکام
استنباط کرنے مین وہ لوگ امام ابو حنیفہ
کے مقلد تہے تو یہہ بات بن نہین سکتی

بل انما وافق رایهم فی ذلك رائه وقامت
الحجة عندهم کما قامت عنده -
الاتری ان ساکتا لا یلزمه تقلید
ابی حنیفة من القول بحجیة المراسیل
ولا الشافعی من القول بنفی الحجیة عن
المصالح ولا تقلید بعضهم لبعض من اتفاق
فی کون الاجماع وخبر الواحد والقیاس
حجة فانه انما انکر حجیة الاجماع بعض
المبتدعة وحجیة القیاس داود الظاهری
وغیره من الشذوذ وقد نقل عن
ابی بکر القفال وابی علی بن حیران
والقاضی حسین من الشافعیة انهم
قالوا لسنا مقلدین للشافعی بل وافق
رایئنا رایه وهو الظاهر من حال الامام
ابی جعفر الطحاوی فی اخذه بمذهب
ابی حنیفة رحمه الله واحتجاجه له وانتصاره
لا فق اله علی ما قال فی اول کتاب

ان ادلہ سے احکام استنباط کرنے مین تو سبھی
ائمہ باہم موافق ہین کوئی کسیکا مخالف نہین
یہی شریعت سب امامون کا ماخذ و مستند ہی
پھر کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے
شاگرد ان تو ان ادلہ مین ان کے موافق
ہین اور باقی امام احمد و شافعی و مالک انہین
ان کے مخالف ہین اگر کوئی کہے کہ شاید
ان کے اصول مین مقلد ہونے سے یہہ مراد
ہے کہ وہ امام ابو حنیفہ کے ان اصول مین
مقلد ہین کہ قول صحابی اور حدیث مرسل
(جسکو تابعی بلا ذکر وسیلہ صحابی آنحضرت سے
نقل کرے) لائق دست آویز ہے - اور استصحاب
(ایک چیز کو حکم سابق پر باقی رکھنا) اور مصالح
مرسلہ (وہ مصلحتین اور ضرورتین جنکو لحاظ کا نہ
شرع نے حکم دیا ہے نہ اس سے† منع کیا ہے)
لائق دست آویز نہین ہین ایسی ہی اور اصول
اسکی جواب مین ہم کہینگے کہ یہہ تقلید نہین ہے

† اس کی مثال یہہ ہے کہ بادشاہ نے ایک مفسد باغی قوم پر چڑہائی کی باغیون نے چند بیگناہ مسلمانونکو
کو قید کر کے اپنے آگے آڑ کہڑی کر لی اب اگر اس آڑ پر باڑ چلائی جاتی ہے تو ان بیگناہون کی جان
جاتی ہے - اور اگر لڑائی ہٹائی جاتی ہے تو باغیون کے تسلط کا خوف ہے یہان ضرورت و مصلحت یہی ہے
کہ اس آڑ پر باڑ چلائی جاوے گو اسمین چند بیگناہون کی جان جاتی ہے — حاشیہ

شرح الآثار اذ ذكر في كل كتاب ما فيه
الناسخ والمنسوخ وتاويل العلماء واحتجاج
بعضهم على بعض واقامة الحجة لمن صح عنده
قوله منهم ربما يصح فيه مثله من كتاب
او سنة او اجماع او تواتر من اقاويل
الصحابة او تابعيهم رضي الله عنهم ثم
ان قوله في الخصاف والطحاوي والكرخي
لا يقدرون على مخالفة ابي حنيفة لا في
الاصول ولا في الفروع ليس بشيء فان ما
خالفوه من المسائل لا يعد ولا يحصى ولهم
اختيارات في الاصول والفروع واقوال
مستنبطة بالقياس المسموع والاحتجاجات
بالمنقول والمعقول على ما لا يخفى على
من تتبع كتب الفقه والخلافيات والاصول
وقد انفرد الكرخي رحمه الله عن ابي حنيفة
رحمه الله وغيره في ان العام بعد التخصيص
لا يبقى حجة اصلا وان خبر الواحد الوارد

یہہ تو ایک مجتہد کے دوسرے مجتہد کی رائے
سے موافقت ہی جو دلیل ایک کے خیال مین
آئی وہی دوسرے کے نزدیک صحیح ہوئی اسلیے
ایک ہی بات دونون نے کہی دیکھو امام
مالک بہی حدیث مرسل کو لائق دست آویز
سمجھتے ہین باوجود اسکے وہ امام ابو حنیفہ کے
مقلد نہین سمجھے جاتے - اور امام شافعی مصالح
مرسلہ کو لائق دست آویز نہین جانتے - پہر بھی
انکو امام ابو حنیفہ کا مقلد نہین سمجھا جاتا - پس ان
باتون کے قایل ہونے سے امام ابو یوسف و محمد
کو کیونکر امام ابو حنیفہ کا مقلد سمجھا جاسکتا ہی اجماع
و خبر واحد اور قیاس کو لائق حجت سمجھنے پہ سب کا
اتفاق کرنا ایک دوسرے کا مقلد ہونا نہین ہے
ابو بکر قفال اور ابو علی بن خیران اور قاضی حسین
یہ لوگ (جو شافعی کہلاتے) صاف کہا ہی کہ امام شافعی
کے ہم مقلد نہین ہین بلکہ ہماری رائے سے انکی رای
اتفاق ہو گیا ہے امام جعفر طحاوی† کا بہی امام ابو حنیفہ

† امام طحاوی نے صاف یہہ بہی کہدیا ہی کہ جو کچہہ امام ابو حنیفہ کہین مین اسمین انکا مقلد نہین ہون چنانچہ ضمیمہ نمبر ۳ جلد ۱
مین لسان المیزان سے بواسطہ القاف اصل کلام جناب منقول ہوا اس کلام طحاوی سے اور اقوال ابو بکر القفال اور
ابو علی بن خیران اور قاضی حسین سے اس اعتراض کا جواب بہی ادا ہو جو اکثر لوگ پیش کیا کرتے ہین کہ جن لوگون
کے اقوال تم عدم ضرورۃ تقلید کی تائید مین پیش کرتے ہو یہہ لوگ خود حنفی شافعی کہلاتے تہے اگر تقلید کسی مذہب کی لازم
نہ ہوتی تو یہہ لوگ حنفی و شافعی نہ کہلاتے۔

فی حادثۃ تعم بہا البلوی ومتروک العمل بہ
عند الحاجۃ لیس بحجۃ قط وابو بکر الرازی
رحمہ اللّٰہ فی ان العام المخصوص حقیقۃ
ان کان الباقی جمعا والا مجاز الیس ہذا
من مسائل الاصول ثم انہ عد
ابا بکر الرازی الجصاص من المقلدین
الذین لا یقدرون علی الاجتہاد
اصلا وہو ظلم عظیم فی حقہ وتنزیل
لہ عن رفیع محلہ وغض منہ وجہل
بین بجلالۃ شانہ فی العلم وباعہ
الممتد فی الفقہ وکعبہ العالی فی
الاصول [illegible]
وطاقتہ وقوۃ بطشتہ فی معارک
النظر والاستدلال ومن تتبع
تصانیفہ والاقوال المنقولۃ
عنہ علم ان الذین عدہم
من المجتہدین من شمس الائمۃ
ومن بعدہ کلہم عیال لابی بکر الرازی
ومصداق ذالک دلائلہ التی
نصبہا لاختیاراتہ وبراہینہ
التی کشف فیہا عن وجوہ استدلالہ

کا مذہب اختیار کرنے اور اسپر دلایل قایم
کرنے اور ان کے اقوال کی تائید کرنے
مین یہی حال ہے چنانچہ اونہون نے
شرح معانی الاثار کے ابتدا مین کہا ہے
کہ مین تمام کتاب مین ناسخ ومنسوخ کو ذکر
کرون گا اور علما کی تاویل کو اور ایک کا
دوسرے کے مقابلہ مین دلیل قایم کرنا
اور جس شخص کا قول میرے نزدیک صحیح ہے
اسکی سند جو صحیح ہو اور میسر آوی از کتاب
یا سنت یا اجماع یا متواتر اقوال اصحاب
وتابعین سے بیان کرنا۔
[illegible] ضعاف
اور طحاوی اور کرخی امام ابو حنیفہ کے
مخالفت پر قادر نہین (نہ اصول مین نہ
فروع مین) یہ بہی کچہہ چیز نہین ہے
اسلئے کہ جن مسائل مین ان لوگون نے
امام ابو حنیفہ کا خلاف کیا ہے وہ شمار اور
تعداد سے خارج ہین مسائل اصول وفروع
جو انہون نے اختیار کئے ہین اور وہ مسایل
جو انہون نے نص وقیاس سے استنباط کئے ہین
اور وہ دلایل عقلی ونقلی جو انہون نے

نشاء ببغداد التی هی
دار الخلافة ومدار العلم
والرشاد ومدینة
السلام ومعقل الاسلام
ورحل فی الاقطار ودخل
الامصار ولقی العلماء
اولی الایدی والابصار
واخذ الفقه والحدیث
عن المشائخ الکبار
وقال شمس الائمة
فیه هو رجل کبیر معروف
[illegible]
وناخذ بقوله فکیف
یصح تقلید المجتهد
للمقلد وذکر فی الکشف
الکبیر ما یدل علی انه
افقه من ابی المنصور
الماتریدی وقال
قاضیخان فی التوکیل
بالخصومة یجوز للمراة
المخدرة ان توکل

تائیم کئے ہین ناظرین کتب فقہ وخلافیات پر مخفی نہین ہیں
اتام کرخی امام ابو حنیفہ سے اس مسئلہ مین علیحدہ ہو گئے
ہین کہ لفظ عام خاص ہو جانے کے بعد ہرگز لائق عمل
نہین رہتا۔ اور جو حدیث ایسے محل مین وارد ہو جس سے
بہت لوگون کو کام پڑے پھر اسکو صرف ایک دو شخص ہی
روایت کرین اور وہ حدیث جو حاجت کے وقت متروک
العمل رہی ہو لائق دست آویز نہین ہین۔ اور ابو بکر
رازی نے امام ابو حنیفہ سے اس مسئلہ مین مخالف ہین کہ عام
مخصوص البعض اگر جمع ہو تو باقی افراد مین حقیقت ہی ورنہ
مجاز ہے کیا یہ مسائل جنمین کرخی اور ابو بکر رازی نے امام سے
خلاف کیا ہے مسائل اصول نہین ہین؟۔ پھر ابن الکمال نے
[illegible] مقلدین سے شمار کیا ہی جو کسی نوع
کی اجتہاد پر قادر نہین۔ اور یہ ابو بکر کی حق مین بڑا ظلم ہے
اور انکو انکی عالی مرتبہ سی اوتارنا اور انکی علم مین جلیل الشان
اور فقہ مین زبردست اور اصول مین بلند قابلیت اور ثابت
قدم ہونے سے اور انکی مضبوطی طاقت اور نظر واستدلال
کو مسید الونمین سخت گیری سی اور چشم پوشی اور جہالت سے
اور جو کوئی انکی تصانیف کو اور ان اقوال کو جو اوروں کی
تصانیف مین انسے منقول ہین تلاش کریگا وہ یقینا جان لیگا
کہ شمس الائمہ کے بعد جو لوگ جنکو ابن الکمال نے مجتہدین مین شمار
کیا ہی وہ سبھی ابو بکر رازی جصاص کے عیال (ذریات) ہین اسکے

وهي التی لم تخالط
الرجال بکرا کانت
او ثیبا کذا ذکر ابو بکر
الرازی ثم قال وعامة
المشایخ اخذوا بما ذکره
ابو بکر الرازی رحمه الله
وفی الهدایه ولو کانت
المرأة مخدرة قال الرازی
یلزم التوکیل منها ثم
قال وهذا شیء استحسنه
المتأخرون وقال ابن
الهمام رحمه الله
هو الامام الکبیر
ابو بکر الجصاص احمد
بن علی الرازی رحمه الله
یعنی اما علی ظاهر
اطلاق الاصل وغیره
عن ابی حنیفة رحمه الله
لا فرق بین البکر
والثیب المخدرة
والمبرزة والفتوی

تصدیق ان دلایل سے ہوسکتی ہی جو ابو بکر رازی نے اپنے
مختار مسایل پر قایم کی ہین آپنے بغداد مین (جو دار الخلافہ
ہی اور علم کا گہر) نشو و نما پایا ہی اور اطراف اور بلاد مین سفر کیا
اور اہل قوت و بصیرت کی ملاقات کی اور بڑے بڑے مشایخ سے
حدیث و فقہ حاصل کی - شمس الایمہ حلوانی نے انکے حقمین کہا ہے
کہ یہ شخص بڑا آدمی ہے علم مین مشہور ہی ہم اوسکی تقلید کرتے
ہین (یعنی اسبات مین جسکا خود علم نہو) اور اوسکی بات مان
لیتے ہین سو اگر یہہ مقلد ہوتے تو شمس الایمہ کو جنکو ابن الکمال
مجتہد کہتا ہی انکی تقلید کیونکر جایز ہوتی - کشف کبیر مین مذکور
ہے کہ ابو بکر رازی امام ابو المنصور ماتریدی ہی بہی بڑہکر
فقیہ ہین - قاضیخان نے اپنی فتاوی کے باب توکیل بالخصومۃ
[illegible] مختلط ہو خواہ وہ
کنواری ہو خواہ بیاہی ہوئی اپنی طرفسے کسیکو جہگڑے کو لیے وکیل بنانا
جایز ہی چنانچہ ابو بکر رازی نے فرمایا ہی پہر کہا کہ تمام مشایخ نے
ابو بکر کا ہی قول کو نی لیا ہی - ہدایہ مین کہا ہی کہ اگر عورت پردہ نشین ہو
تو اسکے حقمین امام رازی فرماتے ہین کہ اس عورت کیطرفسے وکیل کا ہونا
لازم پہر کہا یہہ مسئلہ علماء متاخرین نے پسند کیا ہی - ابن الہمام نے
کہا ہی وہ یعنی اس مسئلہ کو بیان کرنے والا امام کبیر اشان ابو بکر جصاص
احمد بن علی رازی ہین یعنے اصل مذہب امام ابو حنیفہ مین تو
پردہ نشین اور کہلم کہلی عورت مین کوی فرق نہین
پر فتوے اسی پر ہے جو انہون نے فرمایا ہے کہ عورت

علی ما اختاره ومن ذلك حيث نقل
فتخصيص الرازی ثم تعميم المتاخرين
ليس الا لغافل ثم انه المبتدی
بتفريع ذلك وتبعوه انتهى كلامه
وقد اكثر شمس الائمة السرخسی
فی كتبه النقل عن ابی بكر الرازی
والاستشهاد به والمتابعة لارائه
ثم الحلوانی ومن ذكره بعد كلهم عدهم
من المجتهدين فی المسائل كلهم تنتهی
سلسلة علومهم الی ابی بكر الرازی
فقد تفقه عليه ابو جعفر الاستروشنی
[illegible]
وابو علی حسين بن خضر النسفی وهو
استاذ شمس الائمة الحلوانی -
ومعلوم ان السرخسی من تلامذه
وقاضيخان من اصحاب اصحابه
فلعله نظر الی قولهم انه كان فی
تخريج الرازی فظن ان وظيفته
فی الصناعة هی التخريج فحسب وان
غاية شاۂه هذا القدر وقد
خرج ابو حنيفة واصحابه قول

پردہ دار ہو تو وکیل کرنا مناسب ہے صاحب
ہدایہ کا بھی اس مسئلہ کو امام رازی کیطرف منسوب کرنا
پھر عام متاخرین کو شامل کرنا اسی غرض سے ہے کہ
سب سے پہلے یہہ بات امام رازی نے کہی ہے انہی کی
متابعت متاخرین نے اختیار کر لی -
شمس الائمہ سرخسی اپنی کتابوں میں ابو بکر رازی سے
بہت نقل لائے ہیں اور انکے اقوال سے بہت استشہاد
و استشہاد کئی ہیں پھر حلوانی اور جنکو ابن الکمال
نے انکے بعد مجتہدین میں شمار کیا ہے ان سبکا سلسلہ
استاد علمی ابو بکر رازی تک جا پہنچتا ہے - ابو جعفر
استروشنی نے (جو قاضی ابو زید دبوسی کا استاد ہے) اور ابو علی
[illegible] (جو شمس الائمہ حلوانی کا استاد ہے) ابو بکر
سے علم فقہ حاصل کیا ہے اور یہہ بھی سبکو معلوم ہے کہ سرخسی
بھی آپکے شاگردوں سے ہیں - اور قاضیخان
آپکا شاگردان شاگرد ہے - شاید ابن الکمال
نے ابو بکر رازی کو صرف مخرجین سے شمار
کرنے میں یہہ دہوکہ کہا ہے کہ لوگوں کا کسی مسئلہ
کی نسبت یہہ قول دیکہا کہ یہہ مسئلہ رازی کی تخریج
پر یوں ہے اور اس سے یہہ سمجھ لیا کہ رازی کا منصب صرف
تخریج ہے اور اسکی رای کی حد اسی مرتبہ تخریج تک ہے
حالانکہ یہہ تخریج تو امام ابو حنیفہ اور انکے شاگردوں نے

ابن عباس رضی اللہ عنہما فی
تکبیرات العید بن انہا ثلث عشر
تکبیرات بحمل نہا علی ھذا العدد
باضافۃ التکبیرات الاصلیۃ والتا
و اتباعہ بحملہا علی الزوائد وخرج
ابو یوسف قول الشعبی رحمہ اللہ
ان للخنثی المشکل من المیراث نصف
النصیبین بان ذلک ثلاثۃ من سبعۃ
ومحمد رحمہ اللہ بانہ خمسۃ
من اثنی عشر وتخریج ابو الحسن الکرخی
قول ابی حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ
[illegible]
واجبا وابو عبد اللہ الجرجانی
وحملہ علی سنۃ ونظائر ذلک
کثیرۃ وقعت من کبار المجتہدین
فما ضرھم ذلک فی اجتہادھم
ولا نزلہم من شانہم فکیف
ینزل ابا بکر الرازی الی الرتبۃ
النازلۃ عن منزلتہ ثم انہ
جعل القدوری وصاحب الھدایۃ
من اصحاب الترجیح وقاضیخان

بلجی کی ہے اونہون نے حضرت ابن عباس کے
اس قول مین کہ تکبیرات زوائد عیدین تیرہ
ہین یہہ تخریج کی ہے کہ یہہ اصلی تکبیرات کی
سمیت تیرہ ہین اور امام شافعی اور اونکے
شاگردون نے اسمین یہہ تخریج کی ہے کہ یہہ
صرف تکبیرات زوائد ہین اور امام ابو یوسف نے
شعبی کے اس قول سے کہ مخنث کی میراث دو حصون سے
نصف ہے یہہ تخریج کی ہے کہ وہ سات مین سے
تین ہین اور امام محمد نے یہہ تخریج کی ہے کہ وہ بارہ سے
پانچ ہین اور امام ابو الحسن کرخی نے امام ابو حنیفہ
و محمد کے اس قول سے جو تعدیل رکوع و سجود مین
[illegible] تعدیل واجب ہے
اور ابو عبد اللہ جرجانی نے یہہ تخریج کی ہے
کہ وہ سنت ہے اور اسکی نظیرین اور بہت ہین
جو بڑے مجتہدین سے واقع ہوچکی ہین اس تخریج
کرنے نے انکو تو ضرر دیا اور انکو منصب اجتہاد سے
نا اوتارا پھر یہہ تخریج امام رازی کو اس منصب
اجتہاد سے کیونکر اتار سکتی ہے ۔
پھر ابن الکمال نے قدوری اور صاحب ہدایہ کو
تو اصحاب ترجیح سے شمار کیا ہے اور
قاضیخان کو مجتہدین سے باوجودیکہ قدوری شمس الائمہ

من المجتہدین مع تقدم القدوری
علی شمس الائمۃ زمانا وکونہ
اعلی منہ کعبا واطول باعا فکیف
لا من قاضیخان واما صاحب
الھدایۃ فھو المشار الیہ فی
فی عصرہ والمعقود علیہ الخناصر
فی دھرہ وفرید وقتہ ونسیج
وحدہ وقد ذکر فی الجواھر وغیرہ
انہ اقرلہ اھل عصرہ بالفضل
والتقدم کالامام فخرالدین قاضیخان
والامام زین الدین العتابی وغیرھما
وقال انہ فاق علی اقرانہ بل علی
شیوخہ فی الفقہ واذعنوا لہ
بہ فکیف ینزل شانہ عن قاضیخان
لیس انت بل ھو احق منہ بالا
جتھاد واثبت فی اسبابہ والزم
لابوابہ ھذا ثم لم یحصل من
بیانہ فرق بین اھل الطبقۃ
الخامسۃ والسادسۃ ولیت
شعری ان ھذا الرجل بای
مقیاس قاسھم وجد

سے بہی زمانہ مین اور علم مین مقدم ہین تو
پہر قاضیخان سے کیونکر نہو گا - رہے صاحب
ہدایہ سو یہہ بہی اپنے (زمانہ مین جسمین
قاضیخان تہا) مشار الیہ تہے اور اپنے عہد
مین یکتا - جواہر وغیرہ مین کہا ہے کہ
صاحب ہدایہ کی اہل زمانہ (قاضیخان وامام زین الدین
عتابی) وغیرہ نے صاحب ہدایہ کا اپنے ہمعصرون
سے علم مین مقدم ہونا تسلیم کرلیا ہے اور کہا ہے
کہ وہ اپنے اقران وامثال بلکہ اپنے استادون
سے فقہ مین فایق ہوگئے ہین جسکو انکے
استاذ بہی مان گئے ہین - پہر یہہ قاضیخان
سے مجتہدین کیونکر کم رتبہ ہوسکتے ہین
وہ تو قاضیخان سے زیادہ اجتہاد کا حق رکہتے
تہے اور اسکے اسباب کو زیادہ ثابت اور موجود
رکہنے والے اور اس اجتہاد کے دروازو مین پڑے
رہنے والے - پہر ابن الکمال کا بیان ایسا
ہے کہ اس سے اہل طبقۂ پنجم وششم مین
کچہہ فرق معلوم نہین ہوتا - کاش کے مین
جانتا کہ اس شخص (ابن الکمال) نے کس پیمانہ
سے ان مجتہدین کو ناپا ہے اور کیونکر ان
مین یہہ فرق پایا - یہہ شخص اس بات مین

هذا التفاوت بينهم وهو قليل
المادسة فى الباب كليل المؤانسة
بمن ذكره فى الكتاب ولا يعرف كثيراً
منهم وربما يجعل الواحد اثنين
ويعكس الامر ويقدم عما هو عليه
ويؤخر وينسب كثيراً من الكتب
لا الى صاحبها فكيف يعرف طبقاتهم
ويميز فى الفقه درجاتهم والحال
ان العلم بهذه الكلية كالمتعذر بالنسبة
الى اجلة الفقهاء وائمة العلماء
فانهم كالحلقة المفرغة لا يدرى
اين طرفاها [illegible]
تعالى وما نريهم من آية الا هى
اكبر من اختها يريد والله اعلم
ان كل آية اذا اجرد النظر اليها
قال الناظر هى اكبر الايات والا
فلا يتصور ان يكون كل آية اكبر
من الاخرى من كل جهة للتناقض
ولكن لما كان الغالب على فقهاء
العراق السذاجة فى الالقاب
وعدم التلون فى العنوانات

کم عبارت تہا اور اون لوگون سے جنکا
کتاب مین ذکر لایا ہے اکثر واقف نہ تہا۔
انمین سے بہت لوگون کو نہیں پہچانتا
ایک شخص کو دو سمجہتا ہے اور دو کو
ایک۔ پہلے کو پچہلا بتاتا ہے اور پچہلے
کو پہلا۔ بتہیری کتابون ان لوگونکی
تصنیف بتاتا ہے جنکی وہ تصنیف نہین
ایسا شخص طبقات فقہار کو کیونکر
پہچان سکتا ہے انکو درجات فقہ مین
کیونکر جان سکتا ہے۔ ان درجات کا
پہچاننا بڑے بڑے علمار اور آئمہ کی نسبت
[illegible] نکہ انکی مثال
ایک حلقہ کیسی ہے جسکے دونون طرف معلوم
نہون چنانچہ یہی قول خداوندی کا کہ ہم جو
نشانی انکو دکہاتے ہین وہ ساتہہ والی سے بڑی ہی ہوتی ہے نشانہ
لیکن ابن الکمال کی غلطی اور دہوکہ
کہانے کا منشا یہہ ہے) کہ اکثر فقہار
عراق کی عادات مین سادہ ہین اور القاب
وخطاب بدلانے مین غیر متلون المزاج ہوتا
اور بڑے بڑے القاب وخطابات سے سلف
صالحین کے طریق پر چشم پوشی کنارہ کشی کرنا

والعصابة في الجري على منهاج السلف
في التجافي عن الالقاب الهايلة والاوصاف
الهاقلة والتحاشي عن الترفع وتنويه
النفس واعجاب الحال تدينا وتصلبا
وتورعا وتقادبا كما كان الغالب
عليهم الخمولة والاجتناب عن
ولاية القضاء وتناول الاعمال
السلطانية لان مفازع الاتباع ما كانت
مفارقة عنهم ولا شعارهم
مخولة الى شعار غيرهم فكانوا
يذهبون مذهبهم في الاكتفاء
والتسمي [illegible]
ساذجة يتبين لها العامة
ويمتهنها السوقة من الانتساب
الى الصناعة او القبيلة او القرية
او المحلة او نحو ذلك كالخصاف
والجصاص والقدوري والثلجي
والطحاوي والكرخي والصيمري
فجاء المتاخرون منهم على منهاجهم
في الاكتفاء بها وعدم الزيادة
عليها في الحكايت عنهم واما الغايب

اور قضا وغیرہ عہدہ ہاء ریاست سے
اجتناب وگوشہ نشینی اختیار کرنا پایا جاتا ہے
کیونکہ اتباع سنت ان سے جدا نہ تھا اور نہ غیر
اقوام کا طریق انہیں معمول ہوا تھا — وہ
سلف صالحین کی چال یہ تھی اور ایک دوسرے
کے تمیز کے لئے سادہ القاب جنکو عام
لوگ ہلکا سمجھتے استعمال میں لاتے یعنے پیشوں
یا قبیلوں یا بستیوں یا محلوں کی طرف
منسوب ہونا جیسے خصاف (موچی)
جصاص (چونہ فروش یا چونہ ساز)
قدوری (ہنڈیا بیچنے والا یا قدوہ
[illegible] والا) ثلجی (برف بیچنے والا
یا ثلج بن عمرو کا بیٹا) طحاوی (طحیہ کا
رہنے والا) صیمری (موضع صیمر کا
رہنے والا) وعلے ہذا القیاس
متاخرین کا وقت آیا تو انہوں نے
ان ائمہ کے نام لینے میں انہی کے
طریق پر اکتفا کیا اور ان سے روایت
نقل کرنے کے وقت ان القاب سے
کچھ نہ بڑھایا ولیکن اہل خراسان خصوصا
ماوراء النہر کے ساکنین کو پہلے اور بیچ

یہ ہم چاروں ضمیمے مطبع امدادی لاہور میں چھپے

علی اہل خراسان ولاسیما ماوراء النہر
فی القرون الوسطی والمتاخرۃ فہم
المغالات فی الترفع علی غیرہم
واعجاب حالہم والذہاب
بانفسہم عجبا وکبریاء والتضح
بالتواضع سمعۃ وریاء یستضخرون
الاحادیث عمن سواہم ولایستکر
مون فی معمورۃ الارض مثوی
غیر مثواہم قد تصور کل منہم فی
خلدہ ان الوجود کلہ یصغر
بالاضافۃ الی بلدہ فلاجرم
[illegible] علمائہم
فلقبوا بالالقاب النبیلۃ ووسموا
بالاوصاف الجلیلۃ مثل
شمس الائمۃ وفخر الاسلام
وصدر الشریعۃ واستمر الحال
فی اخلاقہم علی ذلک المنوال
من الاتراف والغلو فی تنویہ
اسلافہم والحط من غیرہم
فاذا ذکروا واحدا من انفسہم
بالغوا فی وصفہ وقالوا الشیخ

کے زبانون مین اپنے بڑائی کے اظہار مین
غلو ہوگیا تہا اور انہین عجب (خودپسندی)
اور تکبر غالب ہوگیا ہتا وہ اگر تواضع
(فروتنی) کرتے تو بڑے نمائش کرتے
اور وہکی باتون کو حقیر سمجہتے اور تمام اباد ی
زمین مین اپنی جگہہ کے سوائے کسی جگہہ
کو تبرک نہ جانتے - ان مین ہر ایک
اپنے دل مین خیال کرتا کہ بہ نسبت اس کی
بستی کے اور جگہہ کی ہستی ہیچ ہے - ان
ہی لوگون کی رگ علمار اس دیار کیطرف
نکل آئی انہون نے اپنے گروہ کے بڑے
[illegible] شمس الائمہ
(اماموں کا سورج) فخر الاسلام
(اسلام کی بڑائی) صدر الشریعۃ
(شریعت کے سردار) اور افسوس
انکو اخلاق مین بہی غلو اور اپنے
شان ورتبہ کو اونچا کرنے اور دوسرون
کی بزرگی سے چشم پوشی کرنا جاری رہا -
جب اپنے علمار سے کیکا نام لیتے ہین
تو انکو اوصاف والقاب مین یون مبالغہ کرکے
کہتے ہین کہ فلانے شیخ امام اجل زاہد

الامام الاجل الزاهد الفقيه ونحو ذلك واذا نقلوا كلاماً عن غيرهم فلا يزيدون على مثل قولهم قال الكرخي والجصاص وربما يقتدي بهم من عداهم ممن يتلقى منهم الكلام فيظن الجاهل باحوال الرجال ومراتبهم في الكمال وطبقات العلماء ودرجات الفقهاء ظن السوء فياخذ في الاستدلال بنباهة الاوصاف على نباهة الموصوف فيحمله ذلك على الانكار فيما عداهم واستخفاف رجال الله سواهم ولكن كان ابن الكمال على ولاية عمل الافتاء من جهة الدولة فاحوجه ذلك الى مراجعة كتب الفتاوى والاكثار من مطالعة ما فيها في تحصيل اربه والتخلص عن كربه ووقع نظره في ما سار به على اهل ماوراء النهر من رفع القسمة الوضع من غيرهم فانتزع اليهم وصار ذلك طبيعة له وسببا لهجومه الى هذه التحكمات البادرة والتعسفات الداهرة فكان

فقیہ نے یون فرمایا ہے اور جب وہ اور روکے اقوال نقل کرتے ہین تو اس سے زیادہ نہین بولتے کہ کرخ کے باشندہ نے یون کہا ہے اور اوس چونا بیچنے والے (یا اس موچی) نے یون کہا ہے۔ پس ایسا ہی انکے مقتدی بولتے ہین جو انکا کلام سنتے ہین اس سے جاہل لوگ جو اشخاص کے حالات اور مراتب کمال سے ناواقف ہوتے ہین انکی طرف سے بدظن ہو جاتے ہین اور بڑے بڑے القاب والے اوصاف والی لوگونکی القاب سے انکی بڑائی ثابت کرنے لگ جاتے ہین (مثلاً یون کہتے ہین کہ شمس الائمہ اماموںکی سورج ہین) اور جنکی القاب والے ان بزرگونکی القاب سے اونکی خفت ثابت کرتے ہین (یعنے یون کہتے ہین کہ یہ تو ایک موچی یا چونہ فروش ہے یہ شمس الائمہ کی رتبہ کو کیونکر پہونچ سکتا ہی یہ) حضرت ابن الکمال (مجوز طبقات) جب دولت عثمانیہ کے مفتی ہوئے تو آپ فتاوون کی کتابین دیکھنے لگے اس سیر و مطالعہ مین انکی نظر ماوراءالنہر یون پر پڑی جو اپنے آپکو بلند کرتے اور غیر ونکو پستی مین گراتے لہٰذا انہین بھی انکی رگ بہوٹ آئی اور یہی انکی عادت ہو گئی جو انتحکمات دد نیگا دینگی)

مانقلہ حدًا لمن بعدہ من الجہلۃ
فلا یجاوزون حمّا ذکرہٗ ولا یتعدون
طورہم فی تنزیل العالی عن درجتہ
ورفع غیرہ فوق رتبتہ فلو نقل
الیہم شئ من کبار العلماء ربما
یقولون انہ لیس من المجتہدین
لانہ لیس بمذکور فے طبقاتہم
وغیر مستور عن اہل الشان
ان ما اورہ الرجل منہم فے
کتابہ کنخبۃ من داء ہا ء تربۃ
فی بہماء وعن عائشۃ رضی اللہ
تعالی عنہا قالت امرنا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ان ننزل
الناس منازلہم صححہ الحاکم وغیرہ
وکلہم ائمۃ الدین ودعات
الحق فی الارض ولکن اللہ فضل
بعضہم علے بعض ۔ (ناظورہ)

اور تکلفات کی جانب ہجوم کرنے پر انکو باعث
ہوی پہر انکا یہہ فعل اور جاہلون کے لئے ایک
حد بن گیا جس سے وہ تجاوز نہین کرتے اور
اسیکے انداز پر ۔ کسی کو انکے مقرری درجہ سے
نیچا یا اونچا کرنے مین وہ اس حد سے آگے
نہین بڑھتے ۔ انکے سامنے کسی بڑے عالم مجتہد
کی کوی بات نقل کیجاوے تو کہدیتے ہین کہ
یہہ مجتہد نہ تہا کیونکہ مجتہدون کی طبقات مین
اسکا ذکر نہین آیا اور یہہ امر مخفی نہین ہے
کہ جن لوگونکو اس شخص نے اپنی کتاب مین ذکر کیا ہے
وہ تو ایسی ہین جیسی دریا سے ایک گہونٹ اور حضرت
[illegible] حکم دیا ہے کہ ہم لوگون
کو انکے لائق مرتبہ مین جگہہ دین اس حدیث کو حاکم
وغیرہ نے صحیح کیا ہے ۔ وہ سب علمار (جو اکثر
ابن الکمال کے طبقات مین مذکور نہین) دین کے
امام ہین اور زمین پر حق کیطرف لوگونکو بلانے والے
لیکن خدا نے ایک دوسرے پر بزرگی دی ہے ۔

یہہ آخر کلام علامہ صاحب ناظورہ کا ہے جو اس باب مین اونہون نے فرمایا ہے
اس کلام مین جو کچہہ علامہ نے فرمایا ہے وہ اجلہ حنفیہ وغیرہ علمار کے کتب مین موجود ہے جو ان
کی کسی بات کی اور علمار حنفیہ وغیرہ سے تصدیق و شہادت چاہے وہ ہمسے مطالبہ کرے ۔
اور انکے ہر ایک دعوی پر متعدد شہادتین و اقوال اجلہ علمار سن لی ۔ سردست ہم بعض

اقوال علماء آپکی تائید مین پیش کرتے ہین - ہمارے اس زمانہ کے محقق حنفی مولوی محمد عبد الحی صاحب لکھنوی نے اپنے رسالہ **النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر** مین علامہ ہرون کے اعتراضات کو جو ابن الکمال پاشا کی طبقات و تجویزات پر انہون نے وارد کئے ہین نقل کرکے فرمایا ہے -

وهذه الاعتراضات التي اوردها كلها مستحكمة مضبوطة وقد كان بعضها يخطر ببالي ويختلج بقلبي الا ان خوف المجادلين كان لا يدعني لذكرها الى ان ارسل الي بعض افاضل العصر الكتاب المذكور فطالعته وانتفعت وحمدت الله على حسن التوارد

یہہ اعتراضات جو علامہ ہرون نے وارد کئے ہین سب کے سب محکم و مضبوط ہین - یہہ اعتراضات میرے دل مین بھی کھٹکا کرتے پر ناحق جھگڑنے والون کا خوف مجھے انکے ذکر کرنے کی اجازت ندیتا تھا یہانتک کہ بعض فضلائے زمانہ نے علامہ ہرون کی کتاب میری پاس بھیجی تو مینے اسکا مطالعہ کیا اور اس سے نفع اوٹھایا اور ان اعتراضات مین علامہ ہرون کی رائے سے توافق حاصل ہونے پر خدا کا شکر ادا کیا -

اسکے بعد مولویصاحب ممدوح نے علامہ ہرون کی اس کلام کو نقل کیا ہے جو صفحہ (۳۰) مین منقول ہوا ہے کہ فقہاء عراق مین سادہ پن تھا اور فقہاء خراسان وماوراءالنہر مین بڑائی اور تفاخر - اسکے بعد علامہ ہرون کے اس قول کو نقل کیا ہے جو صفحہ (۳۶) مین منقول ہوا کہ "مسائل مذہب حنفی کے تین طبقہ ہین - اور متون مختصرہ متاخرین وقایہ وکنز ونقایہ وغیرہ ان متون مین سے نہین جنکی نسبت کہا گیا ہے کہ جو مسئلہ متون مین ہو وہ شرح والے مسائل سے مقدم ہے" - اسکے بعد مولویصاحب ممدوح نے مجتہدین کے اقسام کو بیان کیا ہے اور امام ابویوسف و امام محمد کا اصول و فروع مین امام ابوحنیفہ سے مخالف ہونا بیان فرمایا ہے جسمین ابن الکمال کی کلام کی تزئیف اور علامہ ہرون کی کلام کی

جو ضمیمہ نمبر ۲ میں بصفحہ (۱۵) منقول ہوا تائید پائی جاتی ہے

واعلم ان مذهب الامام ابی حنیفة
اکثره ماخوذ عن الصحابة الذین نزلوا
بالکوفة ومن بعدهم من علمائها وکان
الزمهم بمذهب ابراهیم عظیم الشان
فی التخریج علی مذهبه وکان اشهر
اصحابه ابو یوسف تولی قضاء القضاة
زمن هارون الرشید فکان سببا
لشیوع مذهبه فی اقطار العراق وبلاد
ماوراء النهر وغیرها وکان احسنهم
تصنیفا جمعا محمد بن الحسن وجمع
فی تصانیفه دلالة علی ای شیء فتوجه
اصحاب ابی حنیفة الی تلک التصانیف
تلخیصا وتقریبا وتخریجا وتاسیسا
وانما عد مذهب ابی یوسف ومحمد
من مذهب ابی حنیفة مذهبا واحدا
مع انهما مجتهدان مستقلان -
لانهما مع مخالفتهما له فی الاصول
والفروع لم یتجاوزا عن محجة ابراهیم
وغیره من علماء الکوفة کذا قال
المحدث ولی الله الدهلوی فی رسالة

آپ فرماتے ہیں امام ابو حنیفہ کا مذہب
اکثر ان صحابہ سے ماخوذ ہے جو کوفہ میں تھے
انکے سوائے وہانکے تابعیون سے امام صاحب
ابراہیم (تابعی) کے مذہب پہ تخریج کرنے
مین عظیم الشان تھے - آپکے صحبتیون
(شاگردون) سے امام ابو یوسف ہارون رشید
کے زمانہ مین قاضیون کے قاضی بنے یہی
امر ملک عراق وماوراء النہر مین انکے مذہب پھیلنے
کا سبب ہوا اور آپکے شاگردون سے
امام محمد کو تصنیف کا ڈہب خوب آتا تہا انہونے
اپنی تصانیف میں ... اور اپنے استاذ
ابو حنیفہ کی رائے کو جمع کیا - حنفیہ علماء نے
اون تصانیف (امام محمد) کے خلاصہ
نکالنے اور اُنکو قریب الفہم کرنے اور انہین سے
تخریج کرنے اور انکی بناء پر اور تالیف کرنے
کی طرف توجہ کی ابو یوسف ومحمد کا مذہب ابو حنیفہ کے مذہب مین
شامل ہوکر ایک سمجہا گیا باوجودیکہ وہ اصول وفروع
مین امام ابو حنیفہ کے مخالف ہین اسکی وجہ یہی ہے کہ انہونے
ابراہیم تابعی وغیرہ علماء کوفہ کی طریق اجتہاد سے
تجاوز نہین کیا - ایسا ہی محدث ولی اللہ دہلوی نے

الانصاف فی بیان سبب الاختلاف
واعلم ان المجتهد علی اقسام ثلثة احدها
المجتهد المطلق المستقل ومن شروطه
فقه النفس وسلامة الذهن وصحة
التصرف والاستنباط والتيقظ ومعرفة
الادلة والاتها المذكورة فی الاصول
وشروطها مع الفقه والضبط لامهات
المسائل وثانيها المجتهد المطلق المنتسب
الی امام معين من الائمة المجتهدين
لكن لا يقلده لا فی المذهب ولا فی الدليل
لاتصافه بالات الاجتهاد وانما انتسب
[illegible] الاجتهاد
وثالثها المجتهد فی المذهب
وهو ان يكون مقيدا بمذهب
امام مستقلا بتقرير اصوله بالدليل
غير انه لا يجاوز فی ادلته اصول
امامه وقواعده وشرطه كونه عالما بالمذهب
واصوله وادلة الاحكام تفصيلا
وكونه بصيرا بمسالك الاقيسة
والمعانی تام الارتياض فی التخريج
والاستنباط بقياس غير المنصوص (يقيس على المنصوص)

اپنے رسالہ (الانصاف فی بیان سبب اختلاف) مین کہا ہے
(وہ یہ ہی) جان لے کہ مجتہد تین قسم ہین
ایک مجتہد مطلق مستقل اسکی شرط یہ ہے
کہ اسکی ذات (یا طبیعت) مین قوت اجتہاد وسلامت
ذہن وصحت تصرف واستنباط وبیداری مغزی اور معرفت
دلائل شرعیہ اور انکی آلات کی (جو علم اصول مین
مذکور ہین) اور ضبط مسائل اصول ہو جو وہ ہو۔
قسم دوم مجتہد مطلق منتسب یہ وہ ہے
جو کسی مجتہد کیطرف منسوب ہو لیکن وہ اسکا
مقلد نہو نہ اصول مین نہ فروع مین کیونکہ
وہ خود اسباب اجتہاد کا محل ہوتا ہی اسکا کسی امام
کیطرف منسوب ہونا صرف اسوجہ سے ہی کہ وہ اپنی اجتہاد
مین اس امام کے طریق پر چلتا ہی قسم سوم
مجتہد فی المذہب۔ یہ وہ ہی کہ کسی امام کے مذہب
کا پابند ہو اور اپنے اصول کے تقریر ودلایل بیان
کرنے مین مستقل ہو۔ پھر وہ ان اصول ودلایل
مین امام کے اصول ودلایل کی مخالفت نہ کرتا ہو
اسکی شرط یہ ہی کہ وہ اس مذہب کی اصول ودلایل
سے بخوبی واقف ہو اور اسکی تخریج واستنباط کی
پوری مشق رکہتا ہو یہ شخص تقلید سے خالی نہین
ہوتا کیونکہ اسمین بعض اسباب اجتہاد

لعلمه باصول امامه ولا يخرج
عن تقليده لامامه لاخلاله
ببعض ادوات الاجتهاد المستقل
كالنحو والحديث ونحو ذلك كذا
ذكره ابن حجر المكي في رسالته
شن الغارة على من اظهر معرة
تقوله في الحنا وعواره اما القسم
الاول فما يتصف به الائمة الاربعة
ومن بعدهم وقال ابن حجر قال
ابن الصلاح ان هذه المرتبة قد انقطعت
من نحو ثلث مائة سنة ولابن الصلاح نحو
ثلث مائة فتكون انقطعت من نحو ست مائة
سنة بل نقل ابن الصلاح عن بعض الاصوليين
انه لم يوجد بعد عصر الشافعي مجتهد مستقل انتهى
وفي الميزان لعبد الوهاب الشعراني قد نقل
الجلال السيوطي ان الاجتهاد المطلق على قسمين
مطلق غير منتسب كما عليه الائمة الاربعة
ومطلق منتسب كما عليه اكابر اصحابهم
قال ولم يدع الاجتهاد المطلق غير
المنتسب بعد الائمة الاربعة الا الامام
محمد بن جرير الطبري ولم يسلم له ذلك انتهى
لكن النقل عن الميزان الشعراني انتهى قال

مثل علم نحو وحدیث وغیرہ کا نقصان
پایا جاتا ہے۔ ایسا ہی ابن حجر نے

رسالہ شن الغارہ

میں کہا ہے۔ قسم اول اجتہاد تو ائمہ
اربعہ اور ان سے پچھلے مجتہدوں میں پایا جاتا
ہے۔ ابن حجر نے کہا ہے کہ ابن صلاح
نے فرمایا ہے کہ یہ مرتبہ تین سو
برس سے موقوف ہو چکا ہے۔
اور تین سو برس ابن الصلاح کو ہو چکے
ہیں۔ تو اب (نوین صدی میں جو ابن
حجر کا زمانہ ہے) اس مرتبہ کو انقطاع
[illegible] ابن الصلاح نے تو بعض
اصولیوں سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ زمانہ امام
شافعی کے بعد مجتہد مستقل کوئی نہیں ہوا شعرانی
کی میزان کبریٰ میں ہے کہ جلال الدین سیوطی نے کہا ہے
کہ اجتہاد دو قسم ہے اجتہاد مطلق غیر منتسب
جیسے ائمہ اربعہ تھے۔ اجتہاد مطلق منتسب
جیسے انکے اکابر شاگردان یا اہل مذہب تھے
پھر کہا کہ اجتہاد مطلق غیر منتسب کا دعوی
ائمہ اربعہ کے بعد بجز امام محمد بن جریر طبری
کسی نے نہیں کیا۔ اور انکا دعوی مانا+ نہیں گیا۔
ایسا ہی مولوی صاحب موصوف نے میزان شعرانی سے نقل کیا ہے

+ یعنی سب نے نہیں مانا جیسا کہ کلام صاحب فتح کبیر جو صفحہ (۲۳) میں منقول ہوگا اس پر شاہد ہے ورنہ بعض علماء میں انکے اجتہاد کا مسلم ہونا تو محل انکار نہیں ہے۔ دیکھو معیار الحق مطبوعہ دہلی صفحہ (۲۷) جس میں انکا اور کئی اور مستقل مجتہدین کا اجتہاد بڑے بڑے علماء کی شہادت سے ثابت کیا گیا ہے۔

وقال بحر العلوم اللکنوی فی شرح تحریر
الاصول اعلم ان بعض المتعصبین
قالوا اختتم الاجتهاد المطلق علی الائمة
الاربعة ولم یوجد مجتهد مطلق بعدهم
والاجتهاد فی المذهب اختتم علی العلامة
النسفی صاحب الکنز ولم یوجد مجتهد
فی المذهب وهذا غلط ورجم بالغیب
فان سئل من این علمتم هذا لایقدرون
علی ابداء الدلیل اصلا ثم هو تحکم علی
قدرة الله تعالی فمن این یحصل علم
ان لا یوجد الی یوم القیمة احد
یتفضل الله علیه [illegible] الاجتهاد
فاجتنب عن مثل هذه التعصبات انتهی
وقال هو ایضا فی شرح مسلم الثبوت
من الناس من حکم بوجوب خلو الزمان
عن المجتهد بعد العلامة النسفی
وعنوا به الاجتهاد فی المذهب واما الا
جتهاد المطلق فقالوا اختتم بالائمة
الاربعة حتی اوجبوا تقلید واحد من
هؤلاء علی الامة وهذا کله هوس
من هوساتهم لم یأتوا بدلیل ولا

پھر فرمایا کہ **بحر العلوم** لکھنوی نے **شرح**
تحریر ابن الہمام میں فرمایا ہی تو جان کے
بعض متعصبوں نے کہا ہے کہ اجتہاد مطلق ائمہ
اربعہ پر ختم ہو چکا انکے بعد مجتہد مطلق کوئی
نہیں ہوا اور اجتہاد فی المذہب علامہ نسفی
صاحب کنز پر ختم ہوا ہے اسکے بعد مجتہد فی
المذہب کوئی نہیں یہہ بات غلط اور غیب سے
پتھر مارنا ہے اگر کوئی انسے پوچھے کہ یہہ بات تم نے
کہاں سے جانی تو اسپر دلیل پیش نکر سکینگے
پھر یہہ تو خدا تعالی کی قدرت پر دھینگا دھینگی
کا ایک حکم لگانا ہے یہہ کہانسے معلوم ہو سکتا ہے
[illegible] خدا تعالی کسی پر منصب اجتہاد کا
فضل نکریگا ایسے تعصبات سے بچنا چاہیے
اور **بحر العلوم** نے **شرح مسلم** میں
فرمایا ہے بعض لوگوں نے علامہ نسفی کے
بعد مجتہد فی المذہب سے تمام زمانہ کے خالی
ہو جانیکا حکم لگا دیا ہے - اور اجتہاد
مطلق تو وہ ائمہ اربعہ ہی پر ختم کر چکے
ہیں یہانتک کہ تمام امت پر ان ہی میں سے
کسی نہ کسی کی تقلید واجب سمجھتے ہیں یہہ سب انکی
ہوسیں ہیں جنپر وہ کوئی دلیل نہیں لاسکے

لايعبأ بكلامهم وانما هم من الذين
حكم الحديث عليهم انهم افتوا بغير علم
فضلّوا واضلّوا ولم يفهموا ان هذا
اخبار بالغيب في خمس لا يعلمهن الا
الله انتهى **والحاصل** ان من ادعى
بانه قد انقطعت مرتبة الاجتهاد
المطلق المستقل بالائمة الاربعة
انقطاعًا لا يمكن عوده فقد غلط و
خبط فان الاجتهاد رحمة من الله سبحانه
ورحمة الله لا تقتصر على زمان دون
زمان ولا على بشر دون بشر ومن
ادعى انقطاعها في نفس الامر [illegible]
وجودها في كل زمان فان اراد
انه لم يوجد بعد الاربعة مجتهد
اتفق الجمهور على اجتهاده وسلموا
استقلاله كاتفاقهم على اجتهادهم
فهو مسلم والا فقد وجد بعدهم
ايضًا ارباب الاجتهاد المستقل
كابي ثور البغدادي وداؤد الظاهري
ومحمد بن اسمعيل البخاري وغيرهم على
ما لا يخفى على من طالع كتب الطبقات

اور انکی اس کلام کا کچھ بھی اعتبار نہین -
یہہ وہ لوگ ہین جنکے حق مین حدیث نبوی کا یہہ
حکم ہے کہ انہون نے لاعلمی سے فتوی دیا پس خود
گمراہ ہوئے اور اورون کو بھی گمراہ کیا - انہون
نے یہہ نہ سمجھا کہ یہہ بات تو اون پانچ غیبی
باتون سے ہے جنکا علم بجز خدا تعالی کسی کو نہین
ہے - **اس کلام کا حاصل** (مولوی صاحب
فرماتے ہین) یہہ ہے کہ جو یہہ دعوی کرے کہ اجتہاد
مطلق مستقل ائمہ اربعہ پر ایسا ختم ہوا ہے جسکا کہ
پھر کسی سے ہونا ممکن نہین ہے تو اسنے غلط کہا
اور خبط کیا کیونکہ اجتہاد خدا کیطرف سے رحمت ہے
وہ کسی زمانہ اور کسی بشر سے مخصوص نہین -
اور جو یہہ دعوی کرے کہ ائمہ اربعہ کے بعد مجتہد
مستقل کا ہونا ممکن تو تھا پر یہہ امکان وقوع
مین نہین آیا اور انکے بعد ایسا مجتہد کوئی نہین ہوا
اسکی مراد اگر یہہ ہے کہ انکے بعد ایسا مجتہد مستقل
کوئی نہین ہوا جسکے اجتہاد کو سب نے مان لیا
ہو جیسا کہ ائمہ اربعہ کے اجتہاد کو سبنے مان لیا
ہے تو یہہ دعوی مسلم ہے اور اگر یہہ مراد ہو کہ انکے
بعد کسی کا مجتہد مستقل ہونا کسینے بھی نہین مانا تو
یہہ غلط ہے - ائمہ اربعہ کے بعد بھی مجتہد مستقل ہوئے ہین

واما القسم الثاني فاتصف
به ابو يوسف ومحمد وغيرهما
من اصحاب ابي حنيفة وفي الشافعية
كثيرون بلغوا هذه المرتبة
كالنووي وابن الصلاح وابن
دقيق العيد وتقي الدين السبكي
وابنه تاج الدين السبكي والسراج
البلقيني وابن الزملكاني والسيوطي
وغيرهم ممن عاصرهم او تقدمهم
على ما ذكره السيوطي في حسن المحاضرة
في اخبار مصر والقاهرة و
غيرهم وفي الانصاف انقرض
المجتهد المطلق المنتسب في مذهب
ابي حنيفة بعد المائة الثالثة و
ذلك لانه لا يكون الا محدثا جيدا
واشتغالهم بعلم الحديث قليل
قديما وحديثا وانما كان فيه
المجتهدون في المذهب وهذا
الاجتهاد اراد من قال ادنى
الشروط للمجتهد ان يحفظ المبسوط
وقيل المجتهد المنتسب في مذهب

جیسے ابو ثور بغدادی اور داؤد ظاہری
اور محمد بن اسمٰعیل بخاری وغیرہ جنکا حال
ناظرین طبقات پر مخفی نہین ہے۔ قسم
دوم اجتہاد امام ابو یوسف اور امام
محمد وغیرہ امام ابو حنیفہ کے شاگردان اور
متبعین مین پایا جاتا ہے۔ شافعیہ سے اس
رتبہ اجتہاد کو بہت لوگ پہنچے ہین جیسے
امام نووی۔ ابن الصلاح۔ ابن دقیق العید۔
تقی الدین سبکی اسکا بیٹا تاج الدین سبکی۔
سراج الدین بلقینی۔ ابن الزملکانی سیوطی
وغیرہ جو ان ائمہ کے ہمعصر تھے یا ان سے پہلے
گذر چکے تھے چنانچہ امام سیوطی نے (حسن
المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ) مین ذکر کیا
ہے **اور انصاف** (تالیف شاہ ولی اللہ
صاحب) مین ہے مجتہد مطلق منتسب امام
ابو حنیفہ کے مذہب مین تیسری صدی کے
بعد گذر چکے کیونکہ مجتہد مطلق جید محدث
ہوتا ہے اور ان لوگون کا شغل علم حدیث سے
زمانہ قدیم وجدید مین کم رہا ہے انمین مجتہد
فی المذہب ہی رہے ہین۔ یہی اجتہاد فی المذہب
اس شخص کی مراد ہے جسنے کہا ہے کہ مجتہد کے لیئے

مالك وكل من كان منهم بهذه المنزلة فانه لا يعد تفرده وجهاً في المذهب كابن عبد البرّ وابي بكر بن العربي واما مذهب احمد فكان قليلاً قديماً وحديثاً وكان فيه المجتهدون طبقة بعد طبقة الى ان انقرض في المائة التاسعة واضمحل في اكثر البلاد الّا هم الا اناس قليلون بمصر وبغداد واما مذهب الشافعي فاكثر المذاهب مجتهداً مطلقاً ومجتهداً في المذهب واكثر المذاهب اصولياً ومتكلماً واوفرها مفسراً للقرآن وشارحاً للحديث واسندها اسناداً وروايةً وكان اوائل اصحابه مجتهدين بالاجتهاد المطلق ليس فيهم من يقلده في جميع مجتهداته حتى نشأ ابن سريج فاسس قواعد التقليد والتخريج ثم جاء اصحابه يمشون في سبيله وينسجون على منواله ولذلك يعد من المجددين على راس المائتين انتهى۔

واما القسم الثالث فاتصف به كثيرون من الاصحاب الحنفية كما

کم سے کم کتاب مبسوط امام محمد کا یاد ہونا شرط ہے۔ مالکی مذہب میں مجتہد منتسب کم ہوئے ہیں انمیں سے جو شخص اس رتبہ اجتہاد کو پہنچا ہے (جیسے ابن عبد البر اور ابو بکر بن عربی) انکا قول مالکی مذہب کی ایک روایت متصور نہیں۔ امام احمد کا مذہب پرانے اور نئے زمانہ میں کم رہا پر انمیں طبقہ بطبقہ مجتہد مطلق چلے آئے یہانتک کہ نوین صدی میں وہ سب تمام ہوئے اور یہہ مذہب اکثر شہروں میں مضمحل ہوگیا بجز مصر و بغداد کہ وہان چند لوگ اس مذہب کے رہے۔ رہا شافعی مذہب اسمین مجتہد مطلق اور مجتہد فی المذہب اور اصول میں مفسر اور حدیث کے شارحین سب مذاہب سے زیادہ ہوئے ہیں اور یہہ مذہب اسناد و روایت میں سب سے بڑھکر ہے اس مذہب کے پہلے لوگ تو مجتہد مطلق تھے انمیں کوئی ایسا نہ تھا کہ امام شافعی کا بھی اجتہادی مسائل میں مقلد ہو یہانتک کہ ابن سریج پیدا ہوا اور اسنے تقلید و تخریج کا طریق نکالا اسکے بعد جو آیا اسنے وہی طریق اختیار کیا اسی وجہ سے ابن سریج دوسری صدی کے مجددین (نئے طریق نکالنے والوں) سے شمار ہوا اب

ذکرہ مفصلاً وفی بلغ المذاهب
ایضا کثیرون بلغوا هذه المرتبة

رہا قسم سوم اجتہاد سو حنفیون
مین سے بہت لوگون مین پایا جاتا ہے
اور باقی مذاہب کے لوگون سے بھی اس رتبہ کو بہت لوگ پہنچے ہین۔

اسکے بعد مولوی صاحب موصوف نے کتاب اعلام الاخیار کفوی اور ردالمحتار حاشیہ دُرالمختار سے مسائل مذہب حنفی کے تین درجات بیان کیے ہین بعینہ اِس بیان کے مطابق جو علامہ ہارون سے ضمیمہ نمبر ۵ مین بصفحہ (۳۸) منقول ہوچکا ہے

لعلك تتفطن من هذا البحث انه
ليس كل ما فی الفتاوی المعتبرة
المختلطة كالخلاصة والظهيرية
وفتاوی قاضيخان وغيرها من الفتاوی
التی لم يتميز اصحابها بين المذاهب
[illegible] بين قول ابي حنيفة و
صاحبيه بل منها ما هو منقول عنهم
ومنها ما هو مستنبط الفقهاء و
منها ما هو مخرج الفقهاء فيجب علی
الناظر فيها ان لا يتجاسر علی نسبة كل
ما فيها اليهم بل يميز بين ما هو قولهم
وما هو مخرج من بعدهم ومن لم يتميز
بين ذلك وبين هذا اشكل الامر عليه
الا تری فی مسئلة العشر فی العشر فی
بحث الحياض فان الفتاوی مملوة

اِسکے بعد فرمایا ہے شاید تو نے
اس بحث سے سمجھ لیا ہوگا کہ جو مسائل ان
گذشتہ فتاوون مین (جیسے خلاصہ ظہیریہ
قاضی خان وغیرہ جو اصل مذہب اور اسکی تخریج
مین تمیز نہین کرتے) پائے جاتے ہین
[illegible] امام ابوحنیفہ اور انکے شاگردون
کے اقوال نہین ہین بلکہ بعض انمین سے ان
ائمہ سے منقول ہین بعض فقہا کے مستنبط
مسائل بعض فقہا کی تخریجات۔ لہذا
ان مسائل مین نظر کرنیوالون کو چاہیے کہ
ان سب مسائل کو اون ائمہ کی طرف
منسوب کرنے مین دلیری نکرین بلکہ اصل قول
اور اسکی تخریج مین تمیز کرلین۔ جو یہہ تمیز
نہین کرتا اسکو بہت سے مسائل مین اشتباہ
و اشکال پیدا ہوتا ہے۔ دیکھو مسئلہ دَہ دَر دَہ

من اعتبارہ والفتوی علیہ مع انہ
لیس مذہب صاحب المذہب وانما
مذہبہ کما صرح بہ محمد فی الموطا و
قد ماء اصحابنا ھو انہ لو کان الحوض
بحیث لا یتحرک احد جوانبہ بتحریک
الجانب الاخر لا یتنجس بوقوع النجاسۃ
فیہ والا یتنجس ومن لم یتقنہ وظن
انہ مذہب صاحب المذہب تعسر
علیہ الامر فی تاصیلہ علی اصل شرعی
معتمد علیہ وقد حققت ھذا
البحث بما لا مزید علیہ فی شرح شرح
الوقایۃ فلیراجع وکذلک مسالۃ
الاشارۃ فی التشہد فان کثیرا من
کتب الفتاوی متواردۃ علی منعہا
وکراھتہا فیظن الناظرون فیہا
انہ مذہب ابیحنیفۃ وصاحبیہ
فیشکل علیہم الامر بورود احادیث
متعددۃ قولیۃ وفعلیۃ تدل علی
جوازھا وسنیتہا قال علی القاری
المکی فی رسالتہ تزئین العبادۃ
لتحسین الاشارۃ بعد ما ذکر

متاخرین کے فتاوے اسکی معتبری بیان کرنے
اور اس پر فتوی دینے سے پرہین باوجودیکہ
یہہ اصل مذہب نہین ہے اصل مذہب حنفی
(جیسا کہ امام محمد نے موطا مین اور ہمارے کئی قدیم
علما نے بیان کیا ہے) یہہ ہے کہ اگر حوض اتنا وسیع
ہو کہ اسکی ایک جانب کے پانی کو ہلانے سے
دوسری جانب نہ ہلے تو اسکی ایک جانب مین
نجاست پڑجانے سے دوسری جانب نجس
نہین ہوتی۔ جو اسبات کو خوب نہین سمجھتا
اور وہ درود کو اصل مذہب حنفی سمجھتا ہے
اسپر اس مسئلہ کے لیئے کوئی شرعی اصل نکالنا
مشکل [illegible] ت مین اشارہ
بالسبابہ کا مسئلہ ہے بہت سے فتاوون کا
اسکی ممانعت وکراہت پر اتفاق ہوا ان فتاوون
کو دیکھنے والا یہہ سمجھتا ہے کہ یہہ امام ابو حنیفہ
اور انکے شاگردون کا مذہب ہے پھر اسکو یہہ
شبہ پیدا ہوتا ہے کہ بہت سے حدیثین قولی و
فعلی اس اشارہ کے جواز و مسنونیت پر شاہد ہین
پھر اس مذہب کراہت و ممانعت کی کیا اصل ہے
ملا علی قاری نے رسالہ تزئین العبارۃ لتحسین
الاشارۃ مین احادیث رفع سبابہ کے نقل

الاخبار الدالة على الاشارة لم يعلم
من الصحابة ولا من علماء السلف خلاف
فی هذه المسئلة ولا فی جواز الاشارة
بل قال به امامنا الاعظم و صاحباه
وكذا مالك والشافعي واحمد وسائر
علماء الامصار والاعصار وقد
نص عليه مشائخنا المتقدمون والمتأخرون
فلا اعتداد لما ترك هذه السنة
الاكثرون من سكان ما وراء النهر واهل
خراسان والعراق وبلاد الهند ممن
غلب عليهم التقليد وفاتهم التحقيق
[illegible] من العمل بالقول السديد
وقد ذكر محمد في موطائه حديثا في
ذلك ثم قال وبصنع رسول الله صلى
الله عليه وسلم ناخذ وهو قول ابي حنيفة
ونقل الشمنی فی شرح النقاية انه قال
ابو يوسف فی الامالي انه يعقد الخنصر
والبنصر ويحلق بالوسطى والابهام و
يشير بالسبابة انتهى كلامه ملخصا
ثم قال علي القاري وقد اغرب الكيدانی
حيث قال والعاشر من المحرمات الاشارة

کرنیکے لبعد کہا ہے کہ صحابہ اور پچھلے علما کا
اس مسئلہ مین اختلاف نہین ہوا - بلکہ خود
امام اعظم اور انکے شاگردان اور امام مالک
وشافعی و امام احمد وغیرہ سبھی شہرون اور
زمانون کے علماء اسکے قائل ہین اور ہمارے
مشائخ متقدمین و متاخرین بھی اسکو تبصریح بیان
کرچکے ہین پھر جو اکثر ماوراء النہر و خراسان و
عراق و ہند کے رہنے والون نے (جنپر
تقلید غالب ہوگئی ہے اور انسے تحقیق فوت
ہوئی ہے) اسکو ترک کر رکھا ہے انکا کچھ
بھی اعتبار نہین - امام محمد نے اپنے موطا مین
[illegible] حدیث وارد کی ہے پھر فرمایا
کہ ہم بھی آنحضرت صلعم اس فعل پر عمل کرتے ہین
اور یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے - اور شمنی نے
شرح نقایہ مین کہا ہے کہ امام ابویوسف نے
امالی مین فرمایا ہے کہ اشارہ کرنیکے وقت
سب سے چھوٹی انگلی اور اسکی ساتھ والی
کو اکٹھا کرلے اور بیچ والی انگلی اور انگوٹھی
کا حلقہ بناوے اور کلمے کی انگلی اٹھاوے
یہہ کلام شمنی کا خلاصہ ہے - پھر ملا علی قاری نے
کہا ہے کہ کیدانی نے انوکھی بات کہی ہے

یا لسبابۃ کاهل الحدیث ای مثل اشارۃ
جماعۃ یحمعهم العلم بحدیث رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم وهذا منه خطأ عظیم
وجرم جسیم منشأه الجهل عن
قواعد الاصول و مراتب الفروع من
النقول ولولا حسن الظن به وتأویل
کلامه بسببه لکان کفره صحیحاً وارتداده
صریحاً فهل یحل لمؤمن ان یحرم ما
ثبت عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ماکاد ان یکون متواتراً فی نقله ویمنع
جواز ما علیه عامة العلماء کابراً عن کابر
[partly illegible] ظهر منه ان قول النفی المذکور
فی الفتاوی انما هو من مخرجات المشائخ
لا من مذهب صاحب المذهب فقس
علیها امثاله وهی کثیرة لا تخفی علی
المحقق واذا عرفت هذا
فیسهل الامر فی دفع طعن المعاندین
علی الامام ابی حنیفة وصاحبیه
فانهم طعنوا فی کثیر من المسائل المندرجة
فی فتاوی الحنفیة انها مخالفة
للاحادیث الصحیحة او انها لیست

جہان یہہ کہدیا ہے کہ دسوان فعل حرام نماز
مین اشارہ کرنا ہے جیسے اہلحدیث کرتے
ہین اسکا یہہ کہنا بڑا گناہ اور بھاری جرم
ہے جسکا منشأ و سبب قواعد اصول و مراتب
فروع سے جہالت ہے اگر حسن ظنی اور اسکے
سبب تاویل کی گنجایش نہوتی تو اسکا کفر ثابت
ہوچکا تھا اور مرتد ہونا کھلم کھلا تھا بھلا
کوئی مومن آنحضرت صلعم کے ایسے فعل کو جسکی
نقل تواتر کے قریب ہو حرام کہہ سکتا ہے؟
اور اس فعل سے جسپر اکابر علماء چلے آئے ہین
منع کرسکتا ہے؟ - ملا علی قاری کا کلام تمام
ہوا اس سے ظاہر ہوا کہ جو فتاوون مین [partly illegible]
ممانعت اشارہ مذکور ہے یہہ اصل بانی
مذہب کا قول نہین ہے - صرف علماء
مذہب کی تخریجات سے ہے - اسپر اسکے نظائر
کو قیاس کرلے - جب تونے یہہ
جان لیا تو اب تجھے امام ابوحنیفہ اور
انکے شاگردون کے معاندین کے طعنون کو جواب
دینا آسان ہوگیا انہون نے بہت مسائل
پر جو حنفیون کے فتاوون مین درج ہین
یہہ طعن کیا ہے کہ یہہ صحیح حدیثون کے مخالف ہین

متاصلة على اصل شرعي ونحو ذلك
وجعلوا ذلك ذريعة الى طعن الائمة
الثلثة ظنا منهم انها مسائلهم و
مذاهبهم وليس كذلك بل هي من
تفريعات المشائخ استنبطوا من الاصول
المنقولة عن الائمة فوقعت مخالفة
للاحاديث الصحيحة فلا طعن بها على
الائمة الثلثة بل ولا على المشائخ
ايضا فانهم لم يقرروها مع علمهم بكونها
مخالفة للاحاديث اذ لم يكونوا متلاعبين
في الدين بل من كبراء المسلمين بهم
[illegible]
الدين بل لم يبلغهم تلك الاحاديث
ولو بلغتهم لم يقرروا على خلافها فهم
في ذلك معذورون ومأجورون

اور انکے لیئے شرع مین کوئی اصل نہین ہے
اور اس امر کو انہون نے ان امامون پر طعن کرنے
کا ذریعہ بنا لیا ہے یہہ سمجھکر کہ یہہ مسائل ان
امامون کے مسائل ہین اور انکے مذہب مین
داخل - اور حقیقت مین بات یون نہین ہے مسائل
تو صرف حنفی علمار کے مسائل ہین جو انہون نے
اصول امام سے استنباط کیئے ہین پھر وہ احادیث
صحیحہ کے مخالف نکلے - لہذا ان مسائل کے
سبب اون تین امامون پر طعن نہین ہوسکتا -
بلکہ اون علمار (ان مسائل کے استنباط کرنیوالون)
پر بھی طعن مناسب نہین کیونکہ انہون نے دیدہ
[illegible] کا خلاف نہین کیا اور
نہ ان مسائل کو احادیث صحیحہ کے مخالف
جانکر قائم رکھا ہے وہ دین سے ہنسی کرنیوالے
نہ تھے بلکہ وہ بڑے مسلمان سے تھے جنکے سبب
ہمکو مسائل دین پہنچے ہین انکو وہ حدیثین نہین پہنچی اور اگر انکو وہ حدیثین پہنچ جاتین
تو وہ ان احادیث کے برخلاف ان مسائل کو قائم و مقرر نہ رکھتے - اسلیئے وہ ان
مسائل مین احادیث صحیحہ کا خلاف کرنے مین معذور ہین اور ان مسائل مین خطا
کرنے پر ماجور -

اسکے **بعد** مولوی صاحب نے امام ابو حنیفہ وغیرہ ائمہ سے نقل کیا ہے کہ جب ہمارے
اقوال احادیث صحیحہ کے مخالف ہون تو انکو ترک کرو اور احادیث صحیحہ پر عمل کرو

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ

فبناء على هذا امكن لنا ان نورد تقسيما
اخر للمسائل فنقول الفروع المذكورة في
الكتب على طبقات الاولى[1] المسائل الموافقة
للاصول الشرعية المنصوصة في الايات او
السنن النبوية او الموافقة لاجماع الامة او
قياسات ائمة الملة من غير ان يظهر على خلافها
نص شرعي جلي او خفي والثانية[2] المسائل التي
دخلت في اصول شرعية ودلت عليها
بعض آيات او احاديث نبوية مع ورود
بعض آيات دالة على عكسه او احاديث ناصة
على نقيضه لكن دخولها في الاصول من طريق
اصح واقوى مما يخالفها وهو من سبيل
اضعف واخفى وحكم هذين القسمين
هو القبول كما دل عليه المعقول والمنقول
والثالثة[3] التي دخلت في اصول شرعية
مع ورود ما يخالفها بطرق صحيحة قوية
والحكم فيه لمن اوتي العلم والحكمة
اختيار الارجح بعد وسعة النظر ودقة
الفكرة ومن لم يتيسر له ذلك فهو مجاز
في ما هنالك والرابعة[4] التي لم يستخرج
الا من القياس وخالفه دليل فوقه غير قابل

پھر فرمایا کہ اس بنا پر ہم مسائل مذہب حنفی میں
ایک اور تقسیم بیان کر سکتے ہین وہ یہہ کہ مسائل
مذہب حنفی کے پانچ طبقہ (درجہ) ہین اول[1] وہ مسائل
جو اصول شرعیہ آیات و احادیث و اجماع امت
کے موافق ہین یا وہ قیاس[[illegible]] مجتہدین کے موافق ہین
اور کوئی نص آیت و حدیث انکے مخالف نہین ہے
درجہ دوم وہ مسائل جو بعض آیات و
احادیث کے موافق ہین اور بعض آیات احادیث
کے مخالف - پر جن آیات و احادیث کے وہ
موافق ہین وہ ثبوت اور دلالت مین زیادہ
قوی ہین - ان دو قسمون کا حکم یہہ ہے کہ وہ
مقبول ہین جیسا کہ معقول و منقول اسپر شاہد ہے
درجہ سوم وہ مسائل جو دلائل شرعیہ کے
موافق ہین پر ویسے ہی صحیح و قوی دلائل انکے
مخالف بھی ہین ان مسائل کا حکم یہہ ہے کہ جسکو علم اور سمجھ ہو
وہ اپنے فکر و نظر کو کام مین لاوے جسطرف ترجیح
دیکھے اسکو اختیار کرے - اور جسکو یہہ امر (قوت ترجیح کا)
میسر نہو وہ خود مختار ہے جس جانب چاہے میلان
کرے **درجہ چہارم** وہ مسائل جنپر صرف قیاس
شاہد ہے اور کتاب و سنت و اجماع کی شہادت اسکے
خلاف ہے -

[1] اہل ظواہر کو حجیت قیاس سے اتفاق نہین ہے دیکھو ضمیمہ اخبار نمبر ۱۶ مطبوعہ ۹۳ع

للادنی اس وحکمہ ترك الادنی واختیار الاعلی وهو عین التقلید في صورة ترك التقليد والخامسة التي لم يدل عليها دليل شرعي لا كتاب ولا حديث ولا اجماع ولا قياس مجتهد جلي او خفي لا بالصراحة ولا بالدلالة لا لانها من مخترعات المتاخرين الذين يقلدون طرق آبائهم و مشائخهم المتقدمين وحكمه الطرح والجرح فاحفظ هذا التفصيل فانه قل من اطلع عليه وباهماله ضل كثير عن سواء السبيل

اسکا حکم یہہ ہے کہ قیاس کو ترک کیا جاوے اور اس سے اعلی دلائل (کتاب وسنت واجماع) کے مطابق عمل کیا جاوے۔ **درجہ پنجم** وہ مسائل جنپر نہ کتاب اللہ کی شہادت پائی جاتی ہے۔ نہ حدیث کی نہ اجماع کی۔ نہ قیاس کی بلکہ وہ ان متاخرین کے (جو اپنے بزرگون اور پہلے علماء کے مقلد ہو رہے ہین) بنائے ہوئے مسائل ہین۔ اسکا حکم یہہ ہے کہ انکو پہینک دیا جاوے اور توڑا جاوے۔ اس تفصیل کو یاد رکھ کہ اس سے کم لوگ واقف ہین۔ اور اسکو چہوڑنے سے بہت لوگ سیدہے راستہ سے بہک گئے ہین۔

ثالثاً [illegible] کہ مسائل مخالف حدیث جو کتب فتاوون مین ہین انکے سبب امام ابوحنیفہ پر طعن مناسب نہین یہہ نہایت درست وراست وانصاف کی بات ہے جسپر ہمارا دلی اعتقاد ہے چنانچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۴ مین صفحہ ۱۸۱ سے ۱۹۴ تک ہمنے بہت بسط وتفصیل کے ساتھ اس بات کی تشریح کی ہے اور اسکے ذریعہ سے اپنے اون اہلحدیث بہائیون کی خدمت مین (جو آج کل امام ابوحنیفہ کی غلطیان ظاہر کر رہے ہین) یہہ التجا کی ہے کہ جس مسئلہ مین امام صاحب یا انکے شاگردون پر غلطی کا الزام قائم کرین اس مسئلہ کو ان ائمہ سے بتحقیق ثابت کرلین صرف شرح وقایہ و درمختار و قاضیخان وغیرہ فتاوون کی نقل وروایت پر اعتماد کرکے ان کتابون کی ہر بات کو ان ائمہ کے اقوال نہ سمجھ لین میرے بہائی اس بات کو بغور وانصاف سے سوچین اور اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۴ مین مکرر ملاحظہ فرماوین۔ **ایسا ہی** جو مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ یہہ امام بعض احادیث

نہ پہنچنے کے سبب معذور ہین - یہہ بات بھی ہمارے اور ہر ایک محقق و منصف کے نزدیک مانی منائی ہوئی ہے - ہمنے اسکی تفصیل اپنے ضمیمہ اخبار نمبر یازدہم مطبوعہ مارچ ۷۸ء مین بخوبی کی ہے -

ولیکن جو مولوی صاحب نے اس بات مین اتباع مذہب امام صاحب کو بھی شامل کر لیا ہے اور انکو بھی معذور و ماجور بتایا ہے اسمین ہمارے نزدیک تفصیل درکار ہے -

متقدمین اتباع و پیروان مذہب امام (جنکے زمانہ مین حدیث کی کتابین جمع نہوئی تھین) تو بیشک اس حکم مین اپنے ائمہ کے ساتھ شامل اور انکی مثل معذور ہین - ولیکن متاخرین اتباع جناب (جنکی صدہا برس پہلے صحیحین و موطا مالک وغیرہ کتب صحاح و حسان جمع ہو چکی تھین) سبھی اور بہر حال معذور نہین ہو سکتے - بلکہ جنکو استدلال و استنباط احادیث سے وہ خیال مانع رہا جو شعبی و ابراہیم وغیرہ تابعیون کو مانع رہا (جسکا بیان نمبر ۹ و ۱۰ جلد اول ضمیمہ اشاعۃ السنۃ مین حجۃ اللہ البالغہ سے ہو چکا ہے) وہ تو بیشک اس خیال کے سبب معذور ہین [illegible] واقف نہ تھا و با اینہمہ انہون نے استنباط مسائل کے وقت کتب حدیث کی طرف (جو انکے زمانہ مین موجود و متداول تھین) رجوع نکیا - اور صرف اقوال ائمہ کو بمنزلہ نصوص قرار دیکر انسے استخراج و استنباط مسائل خلاف احادیث (جیسے ممانعت رفع سبابہ - یا مسئلہ دہ دردہ) کیا یا ائمہ کی قیاسی باتون کو بمقابلہ احادیث صحیحہ دستور العمل بنا رکھا - وہ لوگ معذور نہین ہو سکتے -

ان ہی لوگون کی نسبت امام شعرانی وغیرہ محققین نے کہا ہے کہ یہہ لوگ معذور نہین ہین چنانچہ میزان کبریٰ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۷ مین فرمایا ہے

واعتقادنا و اعتقاد کل منصف فی الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ بقرینۃ ما رعینا کا

ہمارا اور تمام منصفون کا اعتقاد امام ابو حنیفہ رح کی نسبت بقرینہ ان باتون کے جو ہمنے اوپر نقل کی ہین

آنفاً عنه من ذم الراي والتبرى منه ومن
تقديمه النص على القياس انه لو عاش حتى
دونت احاديث الشريعة بعد رحيل
الحفاظ في جمعها من البلاد والثغور وظفر بها
لاخذ بها وترك كل قياس كان قاسه وكان
القياس قل في مذهبه كما قل في مذهب غيره
بالنسبة اليه لكن لما كانت ادلة الشريعة
مفرقة في عصره مع التابعين وتابع
التابعين في المدائن والقرى والثغور
كثر القياس في مذهبه بالنسبة الى غيره من
الائمة ضرورة لعدم وجود النص في تلك
المسائل التي قاس فيها [illegible]
الائمة فان الحفاظ كانوا قد رحلوا في
طلب الاحاديث وجمعها في عصرهم من
المدائن والقرى ودونوها فجاوبت احاديث
الشريعة بعضها بعضا فهذا كان سبب كثرة
القياس في مذهبه وقلته في مذهب
غيره ويحتمل ان الذي اضاف الى الامام
ابي حنيفة انه يقدم القياس على النص ظفر
بذلك في كلام مقلديه الذين يلزمون
العمل بما وجدوه عن امامهم من القياس

(یعنی رائی سے بیزار ہونا اور حدیث و قرآن کو
قیاس پر مقدم کرنا) یہہ ہے کہ اگر وہ جیتے رہتے
یہانتک کہ احادیث نبوی جمع ہوئین بعد سفر کرنے
حفاظ حدیث کے اُسکے جمع کرنیکے لیئے شہرون
اور سرحدون مین اور اون احادیث کو امام
ابو حنیفہ رح پاتے تو اُنکو لے لیتے اور تمام قیاسات
کو جو کرچکے تھے چھوڑ دیتے اور اُنکے مذہب
مین قیاس کم ہوتا جیسے اور ونکے مذہب مین
اُنکی نسبت کم ہے - ولیکن جبکہ دلائل شریعت
(یعنی احادیث) انکے زمانہ مین تابعین و تبع تابعین
کے ساتھ شہرون اور بستیون اور سرحدون مین
[illegible] اونکے مذہب مین بہ نسبت اور
اماموںکی قیاس زیادہ ہوا ضرورت کے سبب
اس لیئے کہ جن مسائل مین اُنہون نے قیاس کیا ہے نہین
نص نپائی - بخلاف اور اماموں کے کہ اُنکے زمانہ
مین حدیث کے حافظون نے شہرون اور بستیون
مین حدیث جمع کرنیکو سفر کیئے - اور احادیث کو
جمع کیا - آپ کے مذہب مین قیاس زیادہ ہونیکا
اور اورون کی مذہب مین کم ہونیکا یہی سبب ہے
اور یہہ بھی احتمال ہے کہ جسنے امام ابو حنیفہ کیطرف
نص پر قیاس مقدم کرنیکو نسبت کیا ہے - اسنے یہہ

ويتركون الحديث الذي صح بعد موت الامام فالامام معذور واتباعه غير معذورين۔

حدیث کو جو بعد فوت امام صحیح ہوئی چھوڑ دیتے ہین ولیکن امام معذور ہے اور یہہ لوگ معذور نہین۔

اس عبارت میزان کو مولوی صاحب نے بھی بالاختصار اپنے رسالہ کے ص۱ مین نقل کیا ہی اور اسپر ایسی تفریع کی ہی جو ہمارے اس بیان کی مصدق ہی جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ایسے ضدی اتباع امام کو مولوی صاحب بھی معذور نہین سمجھتے آپ فرماتے ہین۔ مین کہتا ہون

اقول تفرق الناس من قديم الزمان الى هذا الاوان في هذا الباب الى الفرقتين فطائفة قد تعصبوا في الحنفية تعصبا شديدا والتزموا بما في الفتاوى التزاما شديدا ولن وجدوا حديثا صحيحا او اثرا صحيحا [illegible] صحيحا لاخذ به صاحب المذهب لم يحكم بخلافه وهذا جهل منهم بما روت الثقات عن ابي حنيفة من تقديم الاحاديث و الاثار على اقوال الشريفة فترك ما خالف الحديث الصحيح راى سديد وهو عين تقليد الامام لا ترك تقليد وطائفة زعموا ان الامام قاس على خلاف خبر وهجرها ورد به الشرع والاثار فظنوا في حقه ظنونا سيئة واعتقدوا

لوگ پرانے زمانہ سے ابتک دو فرقے ہو رہے ہین ایک فرقہ تو حنفیون مین سخت متعصب ہے انہون نے فتاوون کو پکڑ رکھا ہے۔ اور وہ اگر کوئی حدیث صحیح انکے خلاف مین پاتے ہین تو کہتے ہین یہہ حدیث صحیح ہوتی تو ہمارے مذہب کا امام [illegible] اسکے خلاف حکم نہ دیتا۔ اور انکی یہہ بات انکی جہالت ہے کہ بات سے جو ثقہ لوگون نے امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے کہ وہ اپنے اقوال سے حدیث کو مقدم سمجھتے۔ پس قول امام مخالف حدیث کو چھوڑ دینا بہت درست رای ہے۔ اور یہہ عین تقلید امام ہے نہ ترک تقلید۔ اور ایک فرقہ یہہ خیال کرتے ہین کہ امام ابو حنیفہ نے حدیثون کو عمدا چھوڑ کر اپنا قیاس کیا ہی۔ سو انہون نے انکے حق مین بدظنی کی اور انکی نسبت برا اعتقاد جما یا۔

عقائد قبیحۃ ومطالعۃ المیزان لھم نافع ولا دھامہم دافع فلیتخذ العاقل مسلک البین ویھجر طریقۃ الطائفتین انتہیٰ۔

کتاب میزان کبریٰ کا مطالعہ دونو فریق کو نافع ہے اور اُنکے وہمون کو دافع۔ دانا کو چاہیئے کہ بیچ کی چال اختیار کرے اور اُن دونو فریق کی راہ چھوڑ دے۔

بالجملہ عبارات نافع کبیر سے خوب ثابت ہوتا ہے کہ جو کچھ علامہ ہارون نے تجویز اجتہاد و مسائل مذہب حنفیہ وطبقات مجتہدین کی نسبت کہا ہے یہہ اکابر علماء حنفیہ وغیرہ کی قلم وزبان سے نکل چکا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کلام مین علامہ ہارون کی اور بھی تائید پائی جاتی اور یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو علامہ ہارون نے تجویز واقسام اجتہاد مین کہا یہہ سلف سے خلف تک متفق علیہ ومسلّم چلا آیا ہے

جناب کی کلام مین اور بھی فرائد فوائد بکثرت موجود ہین۔ اسلیئے اس کلام کا بتمام وکمال [illegible] بصیرت اہل التحقیق معلوم ہوتا ہے

جناب ممدوح رسالہ انتباہ الاذکیا فی سلاسل اللہ کے جلد دوم مین فرماتے ہین

مقدمہ باید دانست کہ یکی از واجبات اسلام معرفت احکام آلہی ست وطریق معرفت آنہا کتاب وسنت وآثار صحابہ وتابعین واستنباط از کتاب وسنت ست وآنرا در عرف علما فقہ گویند وفقہا را مذاہب مختلف ست ومسالک متنوع ومتاخران را در اختیار مذاہب فقہا وعمل برآنہا اختلاف ست اکثر متاخران تقلید مذہبی از مذاہب مشہورہ کنند ودر کلیات وجزئیات زمام اختیار از دست دادہ مانند سفینہ مجبور علیہ باشند واین راہ مبارک ست کسی را کہ از علم کتاب وسنت بہرہ نیافتہ باشد ودر مدارک علما خوض نکردہ بود بیک شرط کہ ہمگی ہمت ایشان اتباع کتاب وسنت باشد پس اگر اجتہاد متبوع خود را مخالف صریح کتاب وسنت دانند وغالب ظن حاصل شود کہ این اجتہاد مخالف کتاب وسنت ست دست از تقلید آن در آن مسئلہ باز دارند وتقلید دیگران

مسئلہ بکسی کنند کہ قول او موافق بودہ باشد وکتاب و سنت را اگر مخالف مذہب متبوع خود است رد نکنند وعمل بر آن ممتنع ندانند و نگویند کہ ذمۂ ما مشغول شدہ است بتقلید شخصی پس ما را تخلف از اتباع وی ممتنع ست اگرچہ حدیثی بما مخالف نص متبوع خود برسد و تاویل فاسد کہ طبع سلیم از قبول وی ابا کند برای احکام و ضع متبوع خود راست نکنند وظن غالبی کہ از احادیث مرویہ در کتب مشہورہ حاصل میشود بمکابرہ انکار نکنند و دیدہ و دانستہ را بجہل مرکب نادیدہ و نادانستہ نسازند و اگر این شرط فوت شود در قول خدا تعالیٰ ام اتیناہم کتابا من قبلہ فہم بہ مستمسکون بل قالوا انا وجدنا اباءنا علی امة وانا علی اثارہم مہتدون + وکذلک ما ارسلنا من قبلك فی قریة من نذیر الا قال مترفوہا انا وجدنا اباءنا علی امة وانا علی اثارہم مقتدون - قال اولو جئتکم باہدی مما وجدتم علیہ اباءکم قالوا انا بما ارسلتم بہ کفرون ++ واذا قیل لہم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اباءنا اولو کان اباءہم لا یعقلون شیئا ولا یہتدون داخلست و جمعی از متاخران کہ علم سنت و آثار کسب کردہ باشند [illegible] گشتند [illegible] روایت و بطریق تطبیق احادیث متخالفہ و ماخذ احکام آشنا شوند و انحصار مذہب خود کنند و بتفریع بر اصول

+ کیا ہمنے انکو اس سے پہلے کوئی کتاب دی ہے جسکو وہ تہامے ہوئے ہین - نہین - انہون نے تو یہی کہا ہے کہ ہمنے اپنے بزرگون کو ایک طریق پر پایا ہم ان ہی کے قدمون پر چلینگے -

* ایسا ہی ہمنے تیرے پہلے کسی بستی مین کوئی ڈرانیوالا نہ بھیجا مگر وہان کے اہل نعمت نے کہا ہمنے اپنے بڑون کو ایک طریق پر پایا ہے - ہم ان ہی کی چال کی پیروی کرینگے -

** نبی نے کہا کہ بھلا اگر مین تمہارے پاس ایسی چیز لایا ہون جو تمہارے بزرگون کی طریق سے زیادہ درست ہو وہ بولے ہم تو اس سے جو تم لائے ہو منکر ہین -

++ جب انکو کہا جائے تم اسکی پیروی کرو جو خدا نے اُتارا ہے تو کہتے ہین کہ ہم تو اسی کی پیروی کرینگے جسپر ہمنے اپنے بڑون کو پایا ہے کیا اگرچہ وہ کچھہ عقل نہ رکھتے ہون اور نہ راہ پانے والے -

امام خود مشغول شوند و این جماعه را مجتهد فی المذهب گویند و بمتبوع منسوب کنند حنفی یا شافعی مثلاً و این
راه نیز مبارک ست بشرطیکه تدارک کتاب و سنت نکنند و مناظره ایشان برای اظهار حق باشد نه برای
احکام وضع خود و هدم وضع مخالف والله اعلم و یکی از نعم الهی برین ضعیف آنست که احادیث و آثار
متمسک هر یکی از فقهای اربعه صاحب مذاهب مشهوره را روایت کرد و صنایع ایشان در استنباط
اجمالاً و تفصیلاً ادراک نمود و بر مختارات هر یکی مطلع شد نه تا بمعنی که ظهر الغیب یادگرفت بلکه
قدرت حاصل کرد بر معرفت مذاهب ایشان از کتب ایشان و معرفت ماخذ و ادله ایشان بقوه
قریبه از فعل بعد ازان تردد واقع شد در اختیار روشی و تعیین مسلکی که خود را بآن مقید کنند زیرا که
تشویش و اضطراب درین باب از اعضال ست دید که اکثری را باعث بر تعیین مسلک عادت و
الفت شده است پس اعتماد ایشان در تعیین برانست که در اقلیم ایشان آن مذهب شایع است
یا آباء و اجداد یا استادان و مشایخ همان مذهب داشتند و این راه لائق کسی ست که بجز کتب یک
مذهب آشنا نشده باشد و در طرق تفتیش و ادله خوض نکرده باشد و جمعی مناقب فقیهی جمع کنند و مجتبی
و [illegible] چشم بصیرت ایشان را پوشیده
باشد و سلوک درین راه نیز آئین این طبیعت نبود پس بتضرع تمام و جمع همت متوجه شد
بحق سبحانه و طلب تعیین مسلکی نمود و استخاره کرد پس برکتی فائض شد که بآن برکت مهتدی گشت
بتعیین مسلکی در اختیار مشربی و ما میخواهیم که درین رساله باجمال آن مسلک را بیان کنیم بعد ازان
سند خود در ماخذ ائمه اربعه از سنن و آثار و مذاهب ایشان از مسائل فقهیه بیان نمایم و بالله التوفیق —
برین فقیر واضح ساختند که در هر مذهبی احکام سه قسم می باشند یکی ظاهر مذهب چنانکه در مذهب امام
ابی حنیفه ظاهر مذهب اصول خمسه از تصانیف محمد بن الحسن ست و در مذهب امام شافعی آنچه در ام
و مختصر مزنی مسطور ست دیگر نوادر مذهب و آن روایات غیر معروفه که از صاحب مذهب او یافته شود
خارج از کتب مشهوره معتمده مثل امالی ابو یوسف و مثل رقائیات و هارونیات و امالی حسن بن زیاد
و غیر آن سوم تخریجات اصحاب وجوه علماء مذهب مثل تخریج طحاوی و کرخی و عیسی بن ابان.

در مذهب ابی حنیفه و تخریج ابو اسحاق شیرازی و غیر آن در مذهب شافعی و همچنین در دین محمدی
علی صاحبها الصلوات والتسلیمات مراتب ثلثه و قسمت ظاهر دین و نوادر دین و تخریجات
علما و این تثلیث در هر فن از فنون فقه و سلوک و عقائد جاری ست و صاحب علم و فهم کسی ست
که تفرقه کند در میان مراتب ثلثه در هر فن و هر مرتبه را حکم نهد پس ظاهر دین محمدی پنج مرتبه بر ترتیب
دارد مرتبه اولی مدلول صریح قرآن که قابل تشکیک و تردد نباشد مرتبه دوم مدلول صریح احادیث
مستفیضه که در صحیحین و کتاب ابی داؤد و ترمذی موجود اند و جمع عظیم از علماء متقدمین و متاخرین
بر آن رفته اند و دران باب تعارض ادله و تفاحش اختلاف روایات ظاهر نمیشود و مرتبه سیوم
حدیثی صحیح یا حسن که در اصول خمسه یافته شود و علما تصحیح آن کرده اند و جمعی از فقها آن را متمسک
خود ساخته باشند و باسم شذوذ و ضعف یا مخالفت اجماع بر آن جاری نیست مرتبه چهارم مسائلی
که صریح حدیث صحیح معروف بر آنها دلالت نمی کند لیکن اقوال جمع غفیر از صحابه و تابعین بر آنها مجتمع
شده باشد خصوصاً علماء مدینه بآن رفته باشند و در موطا که اشهر کتب فقهیه و اصح و مقبول ترین
[illegible] بحدیثی یا
با قوال اکثر اهل علم و مثل آن مرتبه پنجم مسائلی که در آنها نصی از صحابه و تابعین یافته نشده لیکن علماء
مجتهدین مثل مالک و شافعی و ابو حنیفه و احمد در آن تکلم کرده اند و تمسک بظواهر قویه کتاب و سنت
کرده اند یا اقیسه صحیحه قویه ظاهره بران اقامت کرده اند و بعد از ایشان جماعتهای بسیار بر وفق ایشان
رفته اند و تصحیح استنباط ایشان کرده پس این پنج مرتبه ظاهر دین محمدی ست و جاده قویه که ترک آن
ممنوع ست و تساهل در آن قبیح و نوادر دین محمدی احادیث محکوم علیها بالضعف یا مرویه در کتب
غیر مشهوره و یا آثار صحابه و تابعین که شاذ و غیر مشهور و غیر معمول باشد یا مذاهب فقها مدون نشده
یا کتب آن محفوظ نمانده و تخریجات دین محمدی آنست که علما احادیث از ظواهر قویه کتاب و سنت
استخراج کرده باشند یا اصل حدیث و آثار از آن ساکت ست و علماء فقه آن را استنباط کرده اند و دران
باب اقوال ایشان مختلف آمد و ترجیح قولی بر قولی ظاهر نشد و وجوه و ماخذ دران باب مختلف ست

پس این مراتب را آگاهانیده اند اجمالاً ثم تفصیلاً فی کل باب باب بعد از ان واضح ساختند که طریق تتبع

این جاده قویه آنست که تحصیل کتب مشهوره حدیث کند مثل بخاری و مسلم و ترمذی و ابو داؤد

و موطا را لفظاً و درایة بخواند و کتاب شرح السنة را نیک بفهمد و باختلاف و اتفاق علما آگاه شود

و ما شک نداریم که هر که چنین کند و فهمی و حدسی داشته باشد البته جادهٔ جلیه را متمیز میسازد از غیر

آن و مراتب سه گانه را ادراک میکند پس مسئله اگر منصوص ست در جاده جلیه پس آن رد و تخلف

از آن جائز نیست و اگر از تخریجات ست لازم نیست در ان تخریجات اتباع فقیهی خاص بلکه اختیار

کند اصح و اوفق را یا قول اکثر اهل علم را چنانکه مقلدین هر مذهبی در تخریجات مذهب می سنجند

و درین جا اگر تمسک بنوادر کند و ترجیح مسلکی بر مسلکی از انجهت نماید دور نیست و نیز واضح ساختند

که اختلاف مسائل که امروز بنظر می آید از چهار حالت بیرون نیست یا مقبولست قطعاً مثل اختلاف

قرائت و اختلاف صیغ ادعیه و اختلاف در ادای بعض سنن پس هر دو طرف خلاف صواب است قطعاً

یا اختلاف مقبولست ظناً و آن مسائل تخریجیه که در جاده جلیه دلیل بر آن قائم نشد و هر جانب را

وجهی است و شاهدی قویه پس هر یک بتحری ما اجتهاد کند زیرا که از جاهای بسیار شارع

ما را تعلیم کرده است که ما ماموریم در غیر جاده قویه بتحری و اجتهاد و عمل بر وفق اجتهاد و اگر تحری

حاصل شود بذهاب اکثر علما بآن آن نیز نوعی از تحری صحیح باشد و اگر حاصل نشد هیچ وجهی توقف کند یا تقلید

فقیه نماید مثل آنچه در تحری قبله گفته اند و اگر اختلاف در کیفیت ادای طاعتی ست هر دو طریق را صحیح دارد

و بصحت هر دو فتوی دهد یکبار و مرة بعد اخری گاه جمعاً عمل بکند و اگر اختلاف در قضایا باشد البته یعنی حکم مقدمات

راه رد و تلون بگذارد که مورث تهمت ست پس اگر دلیلی بر ترجیح طرفی قائم شد آن را بکند و الا

بقضاء دیار خود بر وفق مذهب پادشاه یا اکثر اهل بلد کار کند یا مردود قطعاً و آن آن ست که

مخالف نص کتاب یا سنت مستفیضه یا اجماع سلف واقع شود و آن را البته رد باید کرد و تقلید کسی

در آن باب بعد وضوح حال درست نیست و مردود ظناً و آن مخالف خبر واحد صحیح یا حسن و

مخالف قواعد مقرره مشهوره ست پس مواضع وجوه اختلاف را واضح ساختند و همچنین مسائل بسیار

اجمالاً و تفصیلاً واضح ساختند و موضع بیان آنها کتب اصول فقه و کتب فقه است و درینجا اشکالی سخت

که اکثر اهل عصر را پریشان کرده است و آن آنست که اجتهاد درین روزگار ممتنع ست و عالم غیر

مجتهد را تقلید مجتهد باید کرد در هر قلیل و کثیر قدم از دائره اتباع او بیرون نباید برد پس چه طعنها

که اهل زمان نکردند و چه سوء الظن که درمیان نیاوردند و بعد وضوح حق الطعن شان این التفات نباید

کرد + فان حاولوا مني الجحود او الرد فهذا محل لهم لستا بجحد و جاهلان در هر زمانی

بر اهل علم طعن کرده اند و لنا فیهم اسوة حسنة و شیخ جلال الدین سیوطی رح در

جواب طاعنان خود رساله نوشته مسماة بالرد علی من اخلد الی الارض و جهل

ان الاجتهاد فی کل عصر فرض و آنرا بخوبترین صورتی ادا کرده مناسب چنان می نماید

که درین رساله نکته چند ازان کتاب نقل کنیم مزنی در مختصر خود گفته اختصرت ++ هذا

من علم الشافعي و معنی قوله لاقربه علی من اراده مع اعلامیه نهیه عن تقلیده و تقلید غیره

لینظر فیه لدینه و یحتاط لنفسه و بغوی در تهذیب امام الحرمین در نهایه

رافعی در شرح وجیز و عز الدین بن عبد السلام در [illegible] و نووی در

شرح مهذب ابو عمرو بن الصلاح در کتاب ادب الفتیا و بدر الدین

زرکشی در کتاب بحر تصریح کرده اند که علم دو قسمست فرض علی الاعیان و فرض علی سبیل

الکفایه و فرض کفایه آنست که برتبه اجتهاد برسد و از عداد مقلدین برآید پس اگر در هر ناحیه یکی یا

دو باین معنے قائم شوند فرض ساقط شود و الا همه عاصی شوند علماء مذکورین و غیر ایشان از فرق

اربعه گفته اند که در خلیفه اعظم و در وزیر که نائب مطلق باشد و در قاضی و مفتی و نائب مطلق

قاضی وجود اجتهاد شرطست و حنابله باین هم رفته اند که جائز نیست خلو زمان لقوله صلی الله

علیه وسلم ⁂ لا یزال الطائفة من امتی ظاهرین علی الحق حتی یاتی امر الله و زرکشی

+ کہ اگر وہ مجھ سے منکر ہو جانا یا حق سے گر جانا چاہتے ہیں تو یہ میرا خون انکو حلال ہے میں منکر نہ ہونگا

++ اس عبارت کے معنے عنقریب بصفحہ ۱۰۱ ملحقہ تشریح بیان ہونگے

⁂ میری امت سے ایک جماعت حق پر غالب رہیگی یہانتک کہ خدا کا حکم یعنے قیامت آوے

گفته است که این قول مخصوص بحنابله نیست بلکه جماعة از اصحاب یعنی شافعیه بدان تصریح کرده اند
ازانجمله استاد ابو اسحق و زبیدی و گفته است ابن دقیق العید هذا هو المختار و ابن
عرفه از علماء مالکیه گفته قال شیخنا ابن عبد السلام یعنی احد ائمة المالکیه لا یخلو
الزمان عن مجتهد و امام الحرمین گفته که اختلاف کرده اند اولین در آنکه در عصری از اعصار
عدد مجتهدین از مبلغ تواتر کم میشود یا نه جمعی منع کرده و جمعی جایز داشته سیوطی گفته که منشأ غلط
عوام در قول ایشان بنفی مجتهد مطلق آنست که مجتهد مستقل و مجتهد مطلق بیک معنی داشته اند و آن
سهو ست بلکه مجتهد مستقل خاص ست و مجتهد مطلق عام نفی خاص نفی عام نمی کند نووی
در شرح مهذب گفته است که مفتیان دو قسم اند مستقل و غیر مستقل شرط مستقل آنست که معرفت
احکام شرعیه پیدا کند از کتاب و سنت و اجماع و قیاس و مقید بمذهبی نباشد یعنی منتسب نباشد بمذهبی
و از زمان طویل مفتی مستقل مفقود شده است و فتوی الحال مستند شده است بمنتسبین و غیر
مستقل که مفتی منتسب ست چهار حالت دارد یکی آنکه مقلد امام خود نباشد نه در مذهب یعنی فروع و نه
در اصول [illegible] استاد ابو اسحاق گفته است که این
صفت اصحاب ما بود یعنی کبار ائمه شافعیه و اصحاب مالک و ابی حنیفه میگویند که ما بمذهب ائمه خویش
منتسبیم بجهت تقلید ایشان و صحیح آنست که اصحاب ما میگویند که اتباع شافعی کردیم بجهت آنکه طریق
او را در اجتهاد و قیاس اسد طرق یافتیم و اقوال ورا ارجح اقوال یافتیم دیگر آنکه مجتهد مقید
بمذهب امام خود باشد لیکن عالم ست بفقه و اصول فقه و ادلهٔ احکام تفصیلاً بصیرت بمسالک اقیسه
تام الارتیاض در تخریج و استنباط قائم بالحاق آنچه منصوص امام نیست با صول امام لیکن تجاوز
نمیکند از ادله و اصول امام خود بسبب اخلال بمعرفت احادیث و علم عربیه و این حال اصحاب وجوه است
از شافعیه و ظاهر کلام اصحاب آنست که بمثل این شخص فرض کفایه ادا نمیشود و ابن صلاح
گفته است ادا میشود فرض کفایه بمثل این شخص در فتوی هرچند نمی شود در احیاء علومی که استمداد فتوی
از آنست سوم آنکه حافظ مذهب باشد عارف بادلهٔ آن قائم بتقریر و تحریر دلائل و مسائل ترجیح بعض

وجوہ و ترتیب بعض آن میکند لیکن قوت استنباط و استخراج ندارد بسبب قصور طبع و قلت ارتیاض

چہارم آنکہ حافظ مذہب باشد و قادر بر نقل و فہم آن در واضحات و مشکلات لیکن ضعف دارد

در تقریر ادلہ و تحریر اقیسہ و بر نقل این شخص اعتماد باید کرد در آنچہ از منصوصات مذہب نقل میکند

و آنچہ منقول نیست از دو حالت بیرون نباشد اگر معنی او در منقول می یابد بوجہی کہ ظاہر گردد بغیر

تکلف فکر می شناسد کہ فرق نیست در صورتین یا اندراج او تحت ضابطہ کلیہ بی تکلف می شناسد

یعنی منقولہ و غیر منقولہ ۱۲
میرسد او را الحاق غیر منصوص بمنصوص و اگر این قسم نیست واجب است امساک او از فتوی

انتہی کلام النووی مع تنقیح و تہذیب - فقیر گوید الحق استدلال در رفقہ بآن معنی کہ در

ادوات اجتہاد استعانت بکسی نکند در حدیث بمعنی تصحیح و تضعیف کسی اعتماد نکند و در غریب

لغت بکتب لغت رجوع نماید و در فرش مسائل و ارجاع آن بدلائل تخریجیہ بکسی نیاز ندارد و باین

اشارہ کردہ است نووی در قول خود کہ مجتہد منتسب سلوک طریق امام خود میکند در اجتہاد

واللہ اعلم درین عصر بلکہ از زمان بسیار مفقود شدہ است و مجتہد مطلق منتسب آنست کہ اعتماد بر کسی

[illegible] باشد در ادوات [illegible] لابد [illegible] این شخص اکثر اقوال او موافق [illegible] خواہد بود

و مخالفات او از موافقات کم خواہد بود و اجماع علماء حصول ست کہ ہیچ زمان از مثل این

شخص خالی نخواہد شد یا خالی نباید کہ باشد تا قرب قیامت و مقالہ مشہورہ لابد من حجۃ یقوم

بہ التکلیف اشارہ بہمانست کما اشار الیہ السیوطی بعد از ان سیوطی نقل کردہ اسماء قومی کہ در ذم

تقلید و حث بر اجتہاد رسائل نوشتہ اند و از شافعی در کتاب الرسالہ و از ابو طالب

مکی در قوت القلوب و ابن عبد البر در کتاب العلم و قاضی عبد الوہاب در

کتاب مقدمات این معنی نقل کردہ و تصریحات ایشان بالفاظہا وارد نمودہ و استدلال کردہ

اند ایشان درینباب بآیات قرآن کہ در اتباع سادات و رؤسا وارد شدہ و تمسک نمودہ اند

بوجود عقلیہ مستقیمہ و گفتہ اند فرق ہست در اتباع و تقلید پس اتباع موافقت با کسی ست بعد

معرفت صحت قول او و تقلید آن ست کہ بقول او بگوید و وجہ او نشناسد و تقلید رخصت نیست

درحق عوام کہ ادوات اجتہاد و اشتغال بعلوم ندارند و مذموم ست درحق کسی کہ ادوات اجتہاد
جمع کردہ باشند و از ابن حزم کلام شیخ در رسائل متعددہ ذکر کردہ است من ذلک
قولہ فی رسالۃ لہ قد دل الکتاب و السنۃ و حضا علی النظر و الاجتہاد و ترک التقلید
و وجدنا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اولہم عن آخرہم لیس منہم احد اتی الی من
ہو فوقہ فی القرب السابقۃ و العلم فاخذ قولہ کلہ فیقلد فی دینہ بل رأیت
کل امرئ منہم یجتہد لنفسہ ثم بحثنا عن عصر التابعین فوجدناہم علی تلک الطریقۃ
لیس منہم احد اتی الی تابعی اکبر منہ او الی صاحب فیقلد قولہ کلہ و کذلک اتباع
التابعین لیس منہم احد اتی الی تابعی او صاحب او فقیہ من اہل العصر اکبر منہ
فاخذ قولہ کلہ و لم یخالف فی شیء منہ و لا امر بذلک عامیا منہم و لا خاصیا و ہذہ
القرون المحمودۃ الثلاثۃ تعلمنا یقینا انہ لو کان اخذ قول عالم واحد باسرہ فیہ شیء
من الخیر و الصواب ما سبقہم الیہ من حدث من القرون المذمومۃ و لو کان

[illegible]

از انجملہ ابن حزم کا یہہ قول ہے جو اسنے اپنے رسالہ مین کہا ہے کہ قرآن و حدیث نے اجتہاد و
ترک تقلید کی رغبت دلائی ہو۔ اور سب کے سب اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمنے
سہی پر پایا ہے۔ انمین ایسا کوئی بہی نہین ہوا جسنے اپنے سے علم مین سبقت اسلام مین
قرب مین بالاتر کی سبہی باتون مین تقلید کی ہو بلکہ ہمنے انہین سے ہر ایک کو ایسا پایا
کہ اُسنے اپنے آپ اجتہاد کیا۔ پہر ہمنے تابعیون کے زمانہ کو ڈہونڈا تو انکو بہی اسی طریق
پر پایا انمین بہی کوئی ایسا نہ تہا کہ اپنے سے بڑے تابعی یا صحابی کی ہر بات مین تقلید
کرتا ہو۔ ایسا ہی تبع تابعین کا حال ہے انمین بہی کوئی ایسا نہ تہا کہ کسی تابعی یا صحابی یا
اپنے زمانہ کے بڑے فقیہ کی ہر بات مین تقلید کرتا ہو اور کسی بات مین اسکا خلاف نکرتا ہو۔
یا اس تقلید کا کسی عامی یا خاص شخص کو حکم دیتا ہو۔ یہہ تینون زمانہ (جنکی حدیث مین تعریف
آچکی ہے) ہمکو یقیناً بتاتے ہین کہ اگر ایک عالم کی سبہی باتین ماننے مین خیر ہوتی تو پچہلے
زمانون (جنکی برائی حدیث مین آچکی ہے) کے لوگ اس خیر مین پہلوں سے سبقت
نہ لیجاتے

یہ تیسرا زمانہ تبع تابعین جسمین مجتہدین موجود تہے۔ (جیسے ابن جریج و

فضيلة ما سبقهم اليها وهذا العصر الثالث هو الذي كان فيه المجتهدون
وهم ابن جريج وسفيان ابن عيينة بمكة وابن ابي ذئب ومحمد بن اسحق وعبيد الله بن
عمر واسمعيل بن امية ومالك بن انس وسليمان بن بلال وعبد العزيز ابن ابي سلمة
وعبد العزيز الماوردي وابراهيم ابن سعد بالمدينة وسعيد ابن ابي عروبة وحماد
بن سلمة وحماد بن زيد وعمر بن راشد وابو عوانة وشعبة وهمام بن يحيى وجرير بن
حازم وهشام الدستوائي وزكريا بن ابي زائدة وحبيب بن الشهيد وسوار بن عبد الله
وعبيد الله بن الحسن وعثمان بن سليمان بالبصرة وهشام بن بشير بواسط وسفيان
الثوري وابن ابي ليلى وابن شبرمة والحسن بن يحيى وشريك وابو حنيفة و
زهير بن معاوية وجرير بن عبد الحميد ومحمد بن حازم بالكوفة والاوزاعي وسعيد
بن عبد العزيز والزبيدي والقاضي حمزة بن يحيى وشعيب بن ابي حمزة بالشام
والليث بن سعد وعقيل بن خالد بمصر كلهم على الطريقة التي ذكرت ما منهم
احد [illegible] وجدت
بعدهم من اعتصم بهداهم وسلك سبيلهم في ذلك نحو يحيى بن سعيد القطان
وعبد الرحمن بن مهدي وبشر بن المفضل وخالد بن المخلد وعبد الرزاق ووكيع
ويحيى بن آدم وحميد بن آدم وحميد بن عبد الرحمن الرواسي والوليد بن مسلم
والحميدي والشافعي وابن المبارك وحفص بن غياث ويحيى بن زكريا بن ابي زائدة
وابو داود الطيالسي ومحمد بن ابي عدي ومحمد بن ابي جعفر ويحيى بن يحيى النيسابوري
ويزيد بن هارون ويزيد بن زريع واسمعيل بن علية وعبد الوارث بن سعيد

سفيان بن عيينہ مکہ مین اور فلان فلان (۴۲) علما مدینہ وبصرہ و واسطہ وکوفہ وشام
ومصر مین) تہہ سب کے سب اسی طریق پر تہے جو ہمنے بیان کیا ہے - انمین کوئی
ایسا نہ تھا جسنے یہون سے کسی ایک امام کے سبہی قول مان لیئے ہون کسی ایک کو
رد کیا ہو انکے بعد ہمنے اُن لوگون کو پایا جنہون نے انکا طریق اختیار کیا تھا -
جیسے یحیی بن سعید وغیرہ (۳۸ علما) انمین سے بہی کوئی ایسا نہ تھا جو پہلے

وابنه عبد الصمد ووهب بن جرير وزاهر بن راشد وعفان بن مسلم
وبشر بن عمرو وابي عاصم النبيل والمعتمر بن سليمان والنضر بن شميل ومكي بن
ابراهيم والحجاج بن منهال وابي عامر العقدي وعبد الوهاب الثقفي والفريابي
ووهب بن خالد وعبد الله بن نمير وغيرهم ما من هؤلاء احد قلد اماما كان
قبله ثم تلاهم على مثل ذلك احمد بن حنبل واسحق بن راهويه وابو ثور و
ابو عبيد وابو خيثمة وابو ايوب الهاشمي واسحق الفزاري ومخلد بن الحسين و
محمد بن يحيى الذهلي وابو بكر وعثمان ابنا ابي شيبة وسعيد بن منصور و
قتيبة ومسدد والفضل بن دكين ومحمد بن المثنى وبندار ومحمد بن عبد الله بن
نمير ومحمد بن العلاء والحسن بن محمد الزعفراني وسليمان بن حرب وعارم وغيرهم
ليس منهم احد قلد رجلا وشاهدوا من قبلهم وراوهم فلم يروا انفسهم في سعة
ان يقلدوا احدا منهم ثم اتى بعد هؤلاء البخاري ومسلم وابو داؤد و
النسائي ومحمد بن سنجر ويعقوب بن شيبة وداؤد بن علي ومحمد بن نصر المروزي
وابن المنذر ومحمد بن جرير الطبري ومحمد وتقي بن مخلد ومحمد بن عبد السلام
الخشني وغيرهم ما منهم احد اتى الى امام قبله فاخذ قوله كله فقلده بل
كل هؤلاء نهى عن ذلك وانكره ولم اجد احدا يوصف بالعلم قديما وحديثا يستجيز التقليد

اماموں سے کسی ایک کا مقلد ہو رہا ہو پھر اسی روش پر امام احمد بن حنبل وغیرہ
(۲۱ علما) ہوئے - انمین سے ایک بہی ایسا نہیں ہوا جو کسی ایک کا مقلد ہو - انہوں نے
پہلوں کا حال مشاہدہ کیا اور انکو دیکھا پھر انکے دلوں نے کسی کی تقلید کو پسند نکیا
انکے بعد بخاری و مسلم و ابو داؤد وغیرہ (۱۰ علما) ہوئے انمین بہی کوئی ایسا نہ تھا
جسنے کسی ایک امام کی تقلید کی ہو بلکہ ان سب نے اس تقلید سے منع کیا ہے اور اسپر
انکار متوجہ فرمایا ہے - ہمنے قدیم و جدید زمانہ مین کسی ایک کو جو عالم کہلاتا
ہو ایسا نہ پایا جو تقلید کو جائز رکھتا ہو -

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ
نمبر ۱۱ جلد ۲
مشتہرہ ذی قعدہ سنہ ۹۶ نومبر سنہ ۷۹

استشہاد

بر رسالہ

اقتصاد فی مسائل الجہاد

جو عام رائے کا آئینہ ہے

نمبر ۹ جلد ۲ اشاعۃ السنۃ مین **جو مضمون** شایع ہوا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ حسب منشاء احکام نمبر ۱ اسے ۱۰ تک
(منجملہ احکام سنت متعلقہ امور معاشرت مندرجہ اشاعۃ السنۃ) رعایا ریاست برطانیہ کو اس ریاست کی مخالفت و بغاوت حرام ہے
بلکہ اگر کوئی اور مخالف اس ریاست کا مقابلہ کرے تو اسکی مدد کرنی بھی انپر حرام ہے - اور اسپر چند احادیث صحیح بخاری و سنن ابی داؤد
سے (جنسے امن و امان دیگر غدر کا حرام ہونا اور صرف [illegible] جتا کر ایک جگہ مین رہنے یا ملکر سفر کرنے سے امن و عہد کا پایا
جانا اگو زبان کوئی عہد و پیمان نہو ثابت ہوتا ہے) استدلال بھی موجود ہے **وہ مضمون** ہمارے رسالہ اقتصاد فی
مسائل الجہاد کا اصل اصول [illegible] ہے [illegible] اشاعۃ السنۃ [illegible] اس ضمیمہ کے عامہ ناظرین سے استشہاد
ہون اور اسبات کا خواستگار ہون کہ جو صاحب اس مضمون کو صحیح سمجھتے ہین وہ اس پرچہ پر اپنے دستخط و مواہیر ثبت فرما
بلکہ اور دس بیس سو دو سو اہل اسلام سے جو انکے قرب و جوار مین رہتے ہون اور اس مضمون کو پسند کرتے ہون
دستخط کرا کے اصل پرچہ میرے پاس واپس بھیجین - اور جو صاحب اصل مسئلہ مین یا ہمارے بیان و استدلال کی صحت مین
کچھ شک و اختلاف رکھتے ہون وہ اپنے شک و اختلاف کی وجہ سے بذریعہ خط ہمکو آگاہ کرین - ہم تقریراً یا تحریراً انکی تسلی
کر دینگے اور انکی مخالفت سے کسی دوسرے کو مطلع نکرینگے - واللہ علی ما نقول وکیل - وکفی باللہ وکیلا - وکفی
باللہ شہیدا **اس استشہاد** کو مینے عام رائے کے معلوم کرنیکا آئینہ بنایا ہے - اور طبع و تشہیر رسالہ اقتصاد
فی مسائل الجہاد کو اسپر موقوف ٹھہرایا ہے - اس رسالہ کو مینے شروع سنہ ۶ مین تالیف کیا اور بہت سا وقت اور روپیہ
خرچ کر کے ہندوستان کا ایک سفر طویل کیا اور اکابر علماء ہندوستان کا اس رسالہ کے مضامین سے توافق رائے حاصل کیا
پھر باوجود اس کوشش و مشقت کے اس رسالہ کو اسوقت تک اس خوف سے شائع نکیا کہ مبادا عوام مسلمان جو حقیقت اسلام
و مسائل اسلام خصوصاً مسئلہ جہاد سے واقف نہین اس مسئلہ کو نیا سمجھکر وحشت مین نہ پڑین اور اسکی تکذیب کیطرف متوجہ نہو
[illegible] مقصود جو اس رسالہ کی تصنیف سے مد نظر تھا یعنے اصلاح خیالات عوام) حاصل نہو - جب ماہ ستمبر سنہ ۷۹ مین وہ مضمون

بلکہ بہت لوگون نے اسکو پسند کیا اور اس رسالہ کا مشتہر ہونا چاہا۔ اس سے مجھے یقین ہو گیا کہ وہ رسالہ (اقتصاد)
باعث وحشت عامہ مسلمانان نہوگا **اس یقین** کی زیادہ کرنیکو مینے یہ اشتہار شائع کیا ہے جس سے اور بہت
مسلمانان کا توافق رائے میرا مدعا ہے۔ پس جو صاحب اس مضمون کو صحیح سمجھتے ہین علما ہون خواہ عوام جو اسکو
خود پڑھ سکتے ہین یا دوسرے سے سنکر سمجھ سکتے ہین۔ وہ اپنے توافق رائے سے بذریعہ اپنی مہر یا دستخط کے
مجھے اطلاع دین۔ اور اس شاہد دلربا (روحانی و ایمانی) کو جو نا آشناؤن کے خوف سے عرصہ چار سال سے
حجاب مین چھپا ہوا ہے مشتاقون کی انجمن مین جلوہ گر ہونے کی اجازت دین۔ اور جنکو ہنوز اس سے نا آشنائی
ہے وہ بحکم المکتوب نصف الملاقات بذریعہ خط کتابت اپنی شکوک کے حجاب اٹھا کر اس سے آشنائی پیدا کرین۔
شاید وہ رسالہ جسمین وہ مضمون شائع ہوا ہے کسی صاحب کے نظر سے نگذرا ہو۔ اسلئے اسکو اس اشتہار مین
بعینہ نقل کیا جاتا ہے۔ اور ناظرین کو اسپر رائے لگانے کا موقع دیا جاتا ہے

وھو ھذا

۱۰۱- اپنے عہد و امان کو ملحوظ رکھو۔ اپنی عہدی کے (گو وہ تمہارے مذہب کا مخالف اور کافر کیون نہو) جان و مال سے
تعرض نکرو۔ بلکہ اگر کوئی اُن سے لڑے تو اسکو مارو اور اُس کافر کو مدد دو (بخاری ص ۴۲۹
۱۰۲ تمہارے مخالفون کیطرف سے کوئی پیغام لیکر آوے تو اسکو نہ قید کرو اور نہ مار ڈالو (ابو داؤد) ص ۲۳ و ۲۴ جلد ۲
۱۰[illegible] [illegible] خیانت دیکر خصلت [illegible] (بخاری ص ۴۵۹

۱۰۴ اگر کسی سے تمہارا زبانی یا تحریری عہد و پیمان کچھ نہو فقط ایک جگہہ باہم رہنے کا یا ایک راستہ ملکر چلنیکا اتفاق
ہو اور ایک دوسرے کیطرف سے امن کے خیال مین ہو تو یہ صورت بھی عہد کے حکم مین داخل ہے۔ اور ایسے عہد والے
کی جان و مال سے بھی تعرض کرنا غدر و حرام ہے۔ صحیح بخاری ص ۳۷۹ سنن ابو داؤد ص ۲۵ جلد ۲
مولف کہتا ہے صحیح بخاری مین مسور وغیرہ سے مروی ہے کہ عروہ بن مسعود (مشرکین مکہ کے وکیل) نے مغیرہ
بن شعبہ صحابی کو آنحضرت کے سامنے کہا۔ اے غادر۔ کیا مینے تیرے غدر و فساد کی اصلاح مین کوشش نہین کی
اسکے اس کہنے کی وجہ یہ تھی کہ مغیرہ بن شعبہ اسلام سے پہلے ایک قوم کے ساتھ ہو کر چلا۔ راستہ مین انکو قتل کیا اور
مال لوٹ لیا پھر آنحضرت کے پاس آکر مسلمان ہو گیا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ تیرا اسلام تو ہمنے منظور کیا و لیکن اس مال سے ہمکو کچھ
تعلق نہین ہے۔ ابو داؤد کی حدیث مین ہے یہ اسلئے کہ یہ مال غدر ہے قسطلانی نے شرح بخاری مین اسکی تفصیل و غدر ہونیکی
وجہ بیان کی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ بنی مالک مین سے تیرہ آدمیون کے ساتھ مصر مین مقوقس (بادشاہ یا امیر مصر کا نام ہے)
کے پاس گیا۔ مقوقس نے ان لوگونکی خاطر کی اور مغیرہ کی کمی مغیرہ کو اس سے حسد پیدا ہوا اسنے راستہ مین سبکو
شراب پلا کر بیہوش ہونیکے بعد قتل کر دیا اور انکا مال لیکر آنحضرت کے پاس آکر اسلام قبول کیا۔ جب بنی مالک کو اسکی
خبر پہنچی تو وہ لڑائی کو مستعد ہوئے۔ تب عروہ بن مسعود مذکور نے تیرہ آدمی کا خونبہا دیکر لڑائی تھامی۔ اور آنحضرت نے

غدر گویا ایک دوسرے کو امن دیتا ہے پھر ایک کو دوسرے کے جان و مال سے تعرض کرنا غدر ہے - اور غدر (کافر کے ساتھ کیون نہو) حرام ہے انتہی - یہ حدیث ہمارے رسالہ **الاقتصاد فی مسائل الجہاد** (جسکا ذکر ہم اشاعۃ السنۃ نمبر ششم کے ضمیمہ مین کر چکے ہین) کی رکن رکین ہے -

اس حدیث کے فتوے سے ہم گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت و بغاوت کو ان لوگونکے حق مین جو اُسکے ظل حمایت مین با امن و امان آباد ہین اور انکی طرف سے شعار مذہبی کے ادا کرنے مین خود مختار و آزاد ہین) حرام جانتے ہین اور اس گورنمنٹ کے مخالفونکو مدد دینا ناجائز سمجھتے ہین - مین پہلے بھی کہہ چکا ہون اور اب دوبارہ کہتا ہون کہ اس بات کا اظہار مین اپنا مذہبی فرض سمجھتا ہون اس سے کوئی غرض دنیاوی مد نظر نہین رکھتا -

میرے احباب و آشنا سب جانتے ہین کہ مجھے اس گورنمنٹ سے عام مسلمانان رعایا سے علاوہ کچھ خاص تعلق نہین ہے - نہ مین گورنمنٹ کا ملازم ہون نہ پنشن خوار نہ جاگیر دار نہ کسی کمیٹی کا ممبر نہ کسی مجلس کا رکن و مشیر نہ کسی حاکم وقت کا ملاقاتی نہ کسیکا صحبتی - آجتک کسی سے کسی نوع کی منفعت ذاتی نہین اُٹھائی - اور آئندہ تحصیل منفعت و تقرب حکام وقت کی نیت نہین رکھی - با اینہمہ ان باتونکو مین ظاہر کرتا ہون تو اس سے بجز ادائے اپنے فرض مذہبی کے و خیر خواہی و برادرت مسلمان بھائیون کے اور کچھ مقصود نہین رکھتا آگے معاملہ خدا سے ہے لوگ جو چاہین سمجھین - اور میری ان باتونکو جس غرض پر چاہین محمول کرین -

(اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ جلد ۶ صفحہ ۳۷۳ - ۳۷۵ و صفحہ ۳۷۶)

راقم ابو سعید محمد حسین لاہوری